مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال
ماہنامہ
معارفِ رضا
کراچی
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل
اسلامی جمہوریہ پاکستان

مشمولات

ہدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبر شپ =/300 ڈالر
نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام
"ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

رابطہ: -۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔74400، پوسٹ بکس نمبر 489، پاکستان
فون: -021-7725150، فیکس: -7732369 (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

محترم قارئین کرام .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ جب آپ ان سطور کو ملاحظہ کر رہے ہوں گے تو اس وقت لاکھوں لاکھ غلامان مصطفیٰ ﷺ زیارت روضہ رسول مقبول ﷺ کی نیت سے حج بیت اللہ شریف کے لئے قرآن مجید کی اس آیہ کریمہ کے حکم کی روشنی میں عازم سفر ہو رہے ہوں گے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً (آل عمران ۳-۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا جو اس گھر تک چل سکے (ضروری ہے)

اس آیہ کریمہ کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے حج کرنا لازم قرار دیدیا ہے جو صاحب استطاعت ہیں اور مالی حیثیت استطاعت کے ساتھ ساتھ بیت اللہ پہنچنے کی توفیق اور طاقت بھی رکھتے ہیں۔ قارئین ذی وقار حج یقیناً ارکان اسلام کا (نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح) ایک اہم ستون ہے اور سفر حج ایک مومن کی زندگی میں ایک بہت بڑی سعادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس سعادت سے بہرہ مند ہونے والے بلاشبہ بہت ہی خوش نصیب ہوتے ہیں اسلئے کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ اعزاز اسی کے دامن مراد میں آتا ہے جسے وہاں حاضری کیلئے منتخب کرلیا جاتا ہے۔ نہ جانے کتنے صاحب حیثیت حضرات استطاعت وخواہش کے باوجود اس بابرکت سفر سے محروم رہتے ہیں اور نہ جانے کتنے بظاہر بے بضاعت لوگ اس سفر محبت سے مشرف ہوتے ہیں

دیکھا جائے تو یہ سفر سراسر محبت وادب کا سفر ہے۔ قدم قدم پر پیکر ادب بن کر رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچنا پڑتا ہے ہر لحظہ نقش پائے حبیب کی جستجو میں مست و بے خود ہونا پڑتا ہے۔ اگر غور کریں تو حج کے رکن میں آپ کو ایک بے خودی، وارفتگی اور کیف ومستی کی صورت نظر آئے گی۔ اس کی کامل ادائیگی سے بہار ایمان کے احساسات دل ودماغ میں موجزن ہوتے ہیں۔ حج کا اگر تجزیہ کریں تو اس کے مناسک وارکان سراسر شعائر اللہ (اللہ تعالیٰ کی نشانیوں) کی تعظیم اور محبوبان الٰہی کی یاد میں عشق وسرمستی کے والہانہ پن سے عبارت ہیں۔ وہاں جانے والا امن والے شہر (مکہ مکرمہ) میں یہ سمجھ کر قدم رکھتا ہے کہ یہ میرے محبوب اور اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم (ﷺ) کا شہر ہے۔ حرم کعبہ میں قدم رکھتے ہی روتی آنکھوں کے ساتھ بھی پتھروں سے بنی ہوئی اس عمارت (خانہ کعبہ) کی زیارت کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کے تما

مسلمانوں کے لئے مرکزِ سجدہ وعقیدت بنایا ہے، کبھی غلاف کعبہ پرنظریں ڈالتا ہے پھر دیوانہ وار پتھروں والی اس عمارت کے گرد دوڑنا اور چکر لگانا شروع کر دیتا ہے، اس سے قبل حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے اس نے اپنے قیمتی اور بڑے چاؤ سے بنائے ہوئے لباس اتار پھینکے تھے اور ان کی بجائے دو سادہ ان سلی کفن سے مشابہ چادریں زیب تن کرلی تھیں، اپنے جبہ و دستار، اور ٹوپی وکلاہ کو جسے وہ عزت کا نشان سمجھتا تھا اتار کر ننگے سر ننگے پاؤں اور کفن پوش ہوکر اپنے محبوب کے گھر کے صحن میں آ جاتا ہے اور بے خودی کی کیفیت میں دیوانہ وار دوڑنے لگتا ہے اور خانۂ کعبہ کے گرد سات چکر لگاتا ہے، وہ کعبۃ المکرمہ کے ایک گوشے میں نصب شدہ پتھر (حجرا اسود) کی طرف دیوانہ وار لپکتا ہے اور ہزار دھکم پیل کے وجود بڑی محنت سے اسکے قریب پہنچ کر بے اختیار اس کو چومنے لگتا ہے اسلئے نہیں کہ وہ کوئی بہت قیمتی پتھر ہے بلکہ اسلئے کہ یہ وہ پتھر ہے جسے اس کے آقا ومولیٰ ﷺ نے کبھی بوسے دیئے تھے۔ اسی نسبت سے وہ اسے بوسے دینا اپنی بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ یہ سب کچھ سوائے جذبۂ محبت کے اظہار اور تسکین کیلئے نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر طواف سے فارغ ہوکر خصوصیت کے ساتھ ایک پتھر کے سامنے جس پر کسی کے قدموں کے نشان ثبت ہیں رک کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ یوں تو تمام روئے زمین امت مسلمہ کے لئے سجدہ گاہ ہے لیکن خانہ کعبہ کے سامنے اس مقام کو خصوصیت کے ساتھ "مصلّی" بنانے کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لئے دیا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے ایک محبوب بندے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کے نشان ہیں اسی طرح صفا ومروہ پہاڑیوں کے درمیان سات بار دوڑنا بادی النظر میں ایک فعل عبث نظر آتا ہے، دنیا میں ہزار پہاڑ اور پہاڑیاں ہیں لیکن ان دو پہاڑیوں کی شان ہی کچھ اور ہے ان دو پہاڑیوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی نیک اور محبوب بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجۂ محترمہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور والدہ ماجدہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دوڑ لگائی تھی چونکہ انہیں ان سے ایک خاص نسبت ہے اس بناء پر انہیں شعائر اللہ قرار دیا گیا۔ اسی طرح منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں خانہ بدوشانہ انداز کا قیام، پھر نماز ظہر ومغرب کو قصداً قضا کر کے عصر اور عشاء کے وقت میں پڑھنا، جو کوئی مسلمان دنیا کے کسی خطے میں نہیں کرتا آخر ایسا کیوں ہے؟ صرف اسلئے کہ اس کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقامات پر ایسا ہی کیا تھا۔

غرض کہ شعائر اللہ کی تعظیم وتکریم حج میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذَالِکَ وَمَن يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ (الحج ۲۲-۳۲)

ترجمہ: بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

ذَالِکَ وَمَن يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۝ (الحج ۲۲-۳۰)

ترجمہ: بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے

پس قرآنی فرمان کے مطابق جو شخص شعائر اللہ کا احترام اور اس کی تعظیم بجالاتا ہے تو اس کا یہ عمل خالق کائنات کے نزدیک دلوں کے تقویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس فعل کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر مقبول عمل قرار دیا گیا ہے۔

غرضکہ شعائر اللہ کی تعظیم وتکریم حج میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ حج کے ہر عمل کے پیچھے محبت کی کوئی نہ کوئی ادا چھپی ہوئی ہے جو

بارگاہ ایزدی میں اس قدر مقبولیت اختیار کر گئی کہ اب اس کا مداومت کے ساتھ جاری و ساری رکھنا عبادت کا درجہ اختیار کر گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں کی نسبتیں اتنی عزیز ہیں کہ انہی کے رنگ ڈھنگ اور انداز و اطوار کو اپنا لینا عین عبادت قرار پایا مناسک حج کا یہ فلسفہ قرآن حکیم کی اس آیۂ کریمہ سے مستنبط ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ط (البقرہ۲:۵۸)

ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔

فلسفۂ حج کی ایک اور اہم خصوصیت اس کی عالمگیریت اور مرکزیت ہے۔ اس ضمن میں باری تعالیٰ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرماتا ہے:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۵ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (الحج۲۲:۲۷-۲۸)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ط (البقرہ۲:۱۲۵) ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کیلئے مرجع اور امان بنایا

ان دونوں آیات کریمہ میں قابل توجہ بات ''الناس'' کا لفظ ہے یعنی روئے زمین کے تمام انسانوں اور جنوں کیلئے مکۃ المکرمہ مرکز قرار پایا اور یہ کہ حج کے اس اجتماع سے بہت سے دنیوی اور اخروی فائدے مرتب ہوتے ہیں جن سے دور و نزدیک سے یہاں آئے ہوئے ہر نسل و رنگ و زبان کے لوگوں کو ضرور متمتع ہونا چاہیے۔ یہ اجتماع توحید پرستوں اور شمع رسالت کے پروانوں کی ایک اجتماعی قوت و طاقت اور یک جہتی کا عملی مظاہرہ بھی ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ کو اپنے مشترکہ مفادات کے تحفظ اور دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ مشرکین کی عالمگیر سازشوں سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنے کیلئے اس عظیم الشان اجتماع سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کاش کہ اسلامی ممالک کے اربابِ بست و کشاد خصوصاً فرمانروائے نجد و حجاز اس طرف خصوصی توجہ دیں اور حج مبارک کے اس موقع سے استفادہ کرتے ہوئے ہر سال ایسا لائحہ عمل مرتب کر سکیں جس سے دشمنان اسلام کو مسلمانان عالم کے اجتماعی وسائل اور متحدہ اور مجتمع قوت و طاقت کا ایسا پیغام نشر ہو کہ اس کو کسی اسلامی مملکت کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہو سکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور تمام مسلمانوں کی جو حج بیت اللہ کی سعادت اور روضۂ رسول کریم ﷺ کی زیارت کی سعادت کے حصول کے لئے عازم سفر ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں حرمین شریفین کی حاضری کو قبول فرمائے، انہیں حج مقبول عطا فرمائے، ان کی دعاؤں کو ان کے اور تمام مسلمانوں کے حق میں قبول و منظور فرمائے ان کو دین کی تمام برکات سے بہرہ ور فرمائے نیز ہم سب کو اور ان تمام حضرات کو بھی جن کے دلوں میں وہاں کی حاضری کی تمنا ہے، یہ سعید موقع عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

جان و دل، ہوش و خرد، سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

حضرت
اول المحترم پیغمبر و
کا یوں اعلان فرمایا
وَاتَّخَذَ ا
''اور ا
اللہ تعا
طرح کی نعمتوں ۔
فرمایا، ہر قسم کے رز
اور بندگی اختیار کر
انسانوں کی آزمائش
اللہ تع
رسول اور نبی بھیج
طرف رہنمائی کی
سے اوّل حضرت
سرور انبیاء احمد مجتبٰ
السلام سے لیکر سر
ہوئے (صلوٰۃ ا
قرآن مجید اور د
حیثیت سے ان
*(صدر، ادا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے اولی المحترم پیغمبروں میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنانے کا یوں اعلان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء ۴: ۱۲۵)

"اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا گہرا دوست بنایا"

اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان بنائے، اس کائنات کو طرح طرح کی نعمتوں سے زیب وزینت بخشی، انسانوں کو اور جنوں کو پیدا فرمایا، ہر قسم کے رزق کی فراوانی کی، تا کہ جن وانسان اللہ کی عبادت اور بندگی اختیار کریں اور دنیا کی زیبائش وآرائش سے جنوں اور انسانوں کی آزمائش ہو سکے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر بستی اور ہر امت میں ہر زمانے میں رسول اور نبی بھیجے جنہوں نے جنوں اور انسانوں کو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کی اور مقصد حیات کی تکمیل کیلئے لائحہ عمل دیا۔ سب سے اوّل حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور سب سے آخر میں سرورانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ تشریف لائے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سرکار دو عالم ﷺ تک بے شمار نبی اور رسول مبعوث ہوئے (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) جن میں سے صرف بعض کا ذکر قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں میں آیا ہے، لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے ان تمام رسولوں اور انبیاء پر اور ان پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ خاتم النبیین ہیں اب ان کے بعد کسی نبی اور رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی قران کریم اللہ تعالیٰ کے آخری کتاب ہے جس نے دین اسلام کو مکمل کر دیا۔ اب نہ کوئی نبی ورسول آئے گا نہ ان پر اللہ کی کوئی کتاب نازل ہوگی۔ مسلمانوں کے علاوہ تمام دیگر قومیں مثلاً اہل کتاب یہود و نصارا اور بعض مشرکین مثلاً ہنود، بدھ، زرتشت، باوجودیکہ نبی کریم ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتی ہیں، لیکن اس بات پر متفق ہیں اس دنیا میں زندگی گزارنے کیلئے اللہ کے کسی نبی یا اوتار کی پیروی اور اس پر نازل شدہ الہامی کتاب کی ضرورت ہے۔ گویا اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ کے نبی یا رسول کے نورِ ہدایت اور ان پر نازل شدہ الہامی کتاب کے نور بصیرت کے بغیر انسان، مقصد حیات کے حصول میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید میں جن آسمانی کتابوں کا ذکر ملتا ہے وہ تین ہیں۔ تورات، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کی گئی اور انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھیجی گئی۔ ان تمام کتابوں میں جن مخصوص سابقہ جلیل القدر انبیائے کرام اور رسولان عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے ان میں سے بیشتر کا قرآن مجید میں مجملاً یا تفصیلاً ذکر ملتا ہے۔

*(صدر، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل)

حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو ان تمام کتب سماوی میں خاص اہمیت حاصل ہے جس سے ان کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو اللہ نے رسولِ اولدالغرم کے خطاب سے نوازا ہے۔

قرآن کریم نے ان کی بصیرت و بصارت، شعور و آگہی، ایثار و اخلاق اور خلّت و کرامت کی متعدد مقامات پر تعریف کی ہے اور آپ کے دین کو دینِ حنیف کہا ہے۔ یہودی اور نصرانی بھی حضرت ابراھیم علیہ السلام کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں اور بزعم خویش کہتے ہیں کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے۔ قرآن شریف اسی کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفاً ط

یعنی اے میرے محبوب نبی آپ فرماؤ بلکہ ہم (مسلمان) تو ابراھیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے۔ (سورہ بقرہ ۱۳۵)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی رسالت وخلت کی گواہی سورۂ بقرہ کی ایک سوتیسویں آیت میں یوں دی جاتی ہے، ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور بیشک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں سے ہے''

سورۂ نساء میں فرمایا!

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلاًo

یعنی اللہ نے ابراھیم علیہ السلام کو اپنا گہرا دوست بنالیا

خلعتِ خلت عطا کرنے کے بعد آنے والی امتوں کے ام مسلمانوں کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سیرت و کردار اور ملاق کریمانہ کی پیروی کا حکم دیا جارہا ہے سورۂ ممتحنہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''بیشک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراھیم اور ان کے ساتھ والوں میں''

قرآن مجید نے مختلف مقامات پر حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعدد محاسن اور ان کو عطا کردہ انعامات کا ذکر بڑے پیارے انداز میں کیا ہے، مثلاً یہ کہ:

......وہ صدیق و نبی تھے۔ (۱۴:۱۹)

......وہ قلب سلیم کے مالک تھے۔ (۸۴:۳۷)

......آغاز عمر ہی سے اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح شعور عطا کیا تھا۔ (۵۱:۲۱)

......ابراھیم کے گھر والوں پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ (۷۳:۱۱)

......وہ آنکھوں اور ہاتھوں والے تھے۔ (۴۵:۳۸)

......وہ بڑے نرم دل، متحمل مزاج اور راجع الی اللہ تھے۔ (۵:۱۱/۱۱۴:۹)

......اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کا امام بنانے کا وعدہ کیا۔ (۱۲۴:۲)

......اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین و آسمان کی بادشاہت دکھائی تاکہ انہیں یقین کی دولت حاصل ہو۔ (۷۵:۶)

......اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ذبح عظیم کے معاملے میں ثابت قدم رہنے پر آپ پر سلام بھیجا، محسن من قرار دیا اور ایک اور بیٹے اسحٰق علیہ السلام کی خوشخبری دی۔ (۱۱۳:۱۰۱-۳۷)

......خانۂ کعبہ میں آپ کے قدم مبارک کی جگہ یعنی ''مقام ابراھیم'' کو جائے نماز اور خانۂ کعبہ کو جائے امن و اجتماع بنادیا گیا۔

(۹۷:۳/۱۲۵:۲)

......انہوں نے اپنی زوجہ اور اولاد کو وادی غیر ذی ذرع (مکۃ المکرم) میں اس لئے چھوڑا تا کہ وہاں نماز اور حج کا نظام قائم ہو۔ (۳۷:۱۴)

......انہوں نے تمام اکناف عالم کے لوگوں کے خانۂ کعبہ کی طرف میلان اور وہاں کے اہل ایمان کے لئے ہر طرح کے رزق کی فراوانی کی دعا کی جو مستجاب ہوئی۔ (۳۷:۱۴/۱۲۶:۲)

......اپنی نسل سے معلم انسانیت سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت کی دعا کی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ (۲۹:۲)

حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام بڑے غریب پرور اور مہمان نواز تھے قرآن پاک میں آپ کی مہمان نوازی کے اشارے ملتے ہیں۔

توریت اور انجیل میں بھی حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سچائی، صدق وصفا، ایثار و اخلاق، اور تبلیغ وارشاد کے واقعات ملتے ہیں۔ جو تحریف کے باوجود بہت سے قرآنی واقعات کی تصدیق کرتے ہیں۔

انجیل برنباس میں چاند، سورج اور دیگر مظاہر قدرت پر غور وفکر کے بعد اللہ رب العزت کی حقیقی معرفت اور اللہ کی وحدانیت کا عین الیقین حاصل کرنے کا حضرت ابراھیم علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے جو قرآن مجید کی سورہ انعام میں ذکر کردہ واقعہ سے ملتا جلتا ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام، اللہ رب العزت کے حضور ہمہ وقت سراپا عجز وانکسار رہتے تھے۔ انجیل برنباس میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا دوست چن لیا اور آپ کو ایک کوہ پر وحی الٰہی کیلئے بلایا تو آپ نے سراپا عجز ونیاز بن کر فرمایا کہ میں تیرا ایک ناچیز خاکسار بندہ کس طرح تیرے دربار عالی وقار میں حاضر ہونے کے قابل ہو سکتا ہوں انجیل برنباس میں عقیدۂ آخرت اور جزا وسزا سے متعلق آپ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ جس کا مفہوم ہے کہ:

> ''جو شخص دنیا کے عیش وآرام کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے وہ آخرت میں تکلیف اور مصیبت میں مبتلاء ہوگا اور جو دنیا میں آخرت کیلئے تکلیف جھیلتا ہے وہ آخرت میں شاداں وکامراں ہوگا''

ڈاکٹر احمد حجازی السقا نے ''نبوۃ فی کتاب المقدس''

میں معلم انسانیت سرکار ابد قرار ﷺ کی بعثت مبارکہ سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ایک وعدہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراھیم علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا کہ ان کے بیٹے اسماعیل (علیہ السلام) کی صلب سے شریعت لیکر ایک نبی آئے گا جس کا نام نامی ''محمد'' (ﷺ) ہوگا۔

یہ حضرات ابراھیم علیہ السلام کی اس دعا کا پرتو ہے قرآن مجید میں سورۂ بقرہ میں مذکور ہے۔ غرضیکہ حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام گروہ انبیاء میں ایسے جلیل القدر مقام کے حامل ہیں کہ جن کی ملت کو قرآن نے ملت حنیفہ قرار دیا ہے اور جن سے متعلق نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اسلام ملتِ ابراھیمی کا دوسرا نام ہے، سرور کونین ﷺ کی ذات مبارکہ جن کی نسل پاک سے نسبت خاص رکھتی، جن کی عزت وشرف کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود حضور اکرم ﷺ نے درود شریف میں اپنے نام مبارک کے ساتھ آپ کا اسم مبارک بھی شامل فرمایا ہے اور نماز میں اپنے اور اپنی اولاد اطہار کے ساتھ ساتھ حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد اطہار پر بھی درود بھیجنا ضروری قرار دیا، ایسے پیغمبر اولوالعزم کا مقامِ ومرتبہ کیا ہوگا۔

اَللّٰھم صلی علیٰ سیدنا مولانا محمد وعلیٰ ال سیدنا مولانا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم وعلی آل سیدنا ابراھیم انک حمید مجید.

اَللّٰھم بارک علی سیدنا مولانا محمد وعلیٰ آل سیدنا مولانا محمد کما بارکت علی سیدنا ابراھیم وعلیٰ آل سیدنا ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید.

☆☆☆

مولانا نقی علی خاں کی تصنیف

از:
مولانا
عبدالسلام *

آخری قسط

اسی طرح قیامت کو جب علماء کی دواتوں کی سیاہی شہیدوں کے خون پر غالب آئے گی۔ اور ان سے ارشاد ہوگا تم میرے نزدیک فرشتوں کے مانند ہو شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ اس وقت سمجھیں گے کہ اشکال اربعہ کی بحث سے کچھ نتیجہ نہ نکلا اور درس "شفا"، شمس بازغہ کی گرمی سے نجات نہیں بخشا۔ قاطیغوریاس اور ایساغوجی کی تحقیق بے ثمر تھی اور تعلم و تعلیم اشارات درفق مبین محض بے اثر۔ ابھی تدبیر کام اختیار میں ہے۔ فضولیات سے باز آویں اور علوم دین کی طرف توجہ کریں۔ کل حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا"

حضرت مصنف نے فلسفہ وغیرہ میں بشدت انہماک کی مذمت کے بارے میں حضرت امام جلال الدین سیوطی، امام نووی، امام غزالی اور امام فخر الدین رازی رحمہم اللہ کے اقوال بھی نقل فرمائے ہیں۔ اس کا بیان دو صفحات میں کیا گیا ہے۔

فرقۂ سادسہ:

نام نہاد فقیروں کا ہے جو شریعت سے بالکل وابستگی نہیں رکھتے۔ بلکہ اوامر و نواہی شرع کو اہل ظاہر کے ساتھ مخصوص بتاتے ہیں اور طریقت و شریعت کو اپنے بھنگے پن سے دو الگ الگ راستے سمجھتے ہیں۔ حالانکہ طریقت بے شریعت کے حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں:

"اگر تم کسی کو ہوا پر اڑتا دیکھو جب تک شرع پر قائم نہ ہو کامل نہ سمجھو"۔ اس لئے کہتے ہیں جو کشف یا خارق عادت شریعت کی اتباع کے بغیر حاصل ہوا استدراج ہے اور جس بات کو شریعت قبول نہ کرے وہ باطل ہے۔

كُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهُ الشَّرِيعَةُ فَهُوَ زَنْدَقَةٌ

جس حقیقت کو شریعت رد کرے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے

اس فرقہ کے حالات چھ صفحات میں بیان کئے گئے ہیں:

فرقۂ سابعہ:

یہ وہ لوگ ہیں جو محنت و ریاضت کرتے ہیں، نہ مقامات سلوک طے کرتے ہیں، اور نہ انہیں کسی مرشد کامل کی اجازت حاصل ہوتی ہے اس کے باوجود صاحب سجادہ بن جاتے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ ان اقوال و افعال کے کرنے میں مصروف رہتے ہیں جو اللہ والوں سے وجد و استغراق کی حالت میں صادر ہوئے۔ حالانکہ انہیں وہ حالت و مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ اللہ والوں سے جو اقوال و افعال جذب استغراق کے عالم میں صادر ہوئے ان کو عقیدہ اور دستور العمل نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ لوگ اکثر و بیشتر علمائے دین و ائمہ مجتہدین کی توہین کرنے میں لگے رہتے ہیں تاکہ لوگ علمائے سے دور رہیں اور اپنی نادانی و جہالت کی وجہ سے انکے معتقد بنے رہیں۔ اپنی ناشائستہ حرکات اور خلاف شرع امور کو درست ثابت کرنے اور علم و علما کی اہانت کے لئے ہزاروں حکایات واقول

* (استاذ، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف، انڈیا)

حضرات اولیاء کی طرف منسوب کر رکھے ہیں۔ ان میں اکثر تو بالکل غلط اور بے سروپا ہیں۔ بعض اقوال کا مضمون صحیح ہے لیکن یہ اپنی نادانی سے الٹا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض حکایات سچی ہیں لیکن یہ ان کو سمجھ نہیں پاتے اور ان سے غلط نتائج اخذ کرتے ہیں۔ اور بعض اقوال و واقعات غلبۂ حال اور کمال استغراق پر محمول ہیں۔ جن میں بزرگوں کی پیروی درست نہیں۔

حضرت مصنف قدس سرہ نے اس بیان میں کئی اقوال بھی نقل فرمائے ہیں۔ جنہیں یہ نام نہاد صاحب حال وقال، علم اور علماء کی تخفیف شان اور اپنی بدعملی کے جواز میں پیش کرتے ہیں اور آپ نے ان اقوال کا حقیقی مطلب بھی بیان فرمایا ہے۔ نمونہ کے طور پر یہاں ایک قول تحریر کیا جاتا ہے۔

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا لَایَضُرُّہٗ ذَنْبٌ

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔ یہ بے عمل، بے راہ، نام نہاد صاحبان سجادہ اور بقلم خود پیران طریقت اس قول سے عوام کو یہ فریب دیتے ہیں کہ ہم گناہ کریں، فرائض و واجبات کا ترک کردیں، تب بھی ہماری عظمت و بزرگی پر کوئی داغ نہیں آتا۔

حضرت مصنف فرماتے ہیں:

''اس قول کا یہ حاصل نہیں کہ اللہ کے مقبول بندوں کے لئے حرام، حلال اور گناہ جائز ہوجاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تربیت الٰہی اور اس کا فضل خاص انہیں گناہ سے روکتا ہے اور وہ اس سے محفوظ رہتے ہیں اور جب گناہ نہ ہوگا تو ضرر بھی نہ کرے گا۔ مرتب ایک مثال عرض کرتا ہے ایک شخص نے مضبوط اور ہر طرح سے محفوظ مکان بنا کر کہا کہ یہ مکان چوری کے نقصان سے محفوظ ہوگیا۔ اسے چوری نقصان نہیں پہنچائیگی۔ ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مکان میں چوری تو ہوگی لیکن نقصان نہ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ چوری ہی نہ ہوگی کہ اس پر نقصان مرتب ہو۔ اس طرح قول مذکور کا مطلب ہے کہ فضلِ مولیٰ انہیں گناہ کے قریب آنے ہی نہ دے گا کہ انہیں اس سے نقصان پہنچے''

مذکورہ قسم کے صاحبان سجادہ جو حکایات و واقعات بزرگوں سے منسوب کرتے اور نفسانی مفاد کیلئے انہیں غلط رنگ دیتے ہیں ان کے بارے میں حضرت مصنف فرماتے ہیں:

''ان میں سے اکثر تو جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہیں اور جو صحیح ہیں ان میں بعض غلط حال اور کمال استغراق سے تعلق رکھتی ہیں۔ نہ ان پر اعتراض کیا جاسکتا ہے اور نہ ان کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔ شرع میں اس کی نظیر حضرت خضر علیہ السلام کے افعال ہیں کہ نہ ان پر کسی کو مجال اعتراض ہے اور نہ کوئی بچے کو قتل اور پرائی کشتی توڑ سکتا ہے اور بعض کی حقیقت یہ ہے کہ بزرگ حضرات کبھی قہر نفس، اپنا مرتبہ چھپانے اور شہرت سے بچنے کیلئے صرف کسی امر اولیٰ کا ترک کردیتے ہیں۔ اگرچہ عوام اپنی نادانی سے اسے حرام یا مکروہ سمجھیں۔ مثلاً ایک کامل نے جب دیکھا کہ بھیڑ ہونے لگی، معمولات میں خلل پڑنے لگا تو انہوں نے شراب کے ہمرنگ شربت بنا کر سب کے سامنے پی لیا لوگ بے اعتقاد ہوگئے اور انہیں چھوڑ دیا۔ اسی طرح ایک کامل کی جب شہرت زیادہ ہوئی تو کسی کا کپڑا دیوار حمام سے اٹھا کر بازار میں کھڑے ہوگئے۔ مالک تلاش کرتا آتا۔ انہیں پکڑ کر خوب مارا۔ بزرگی کی جو شہرت تھی ختم ہوگئی''

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الہام اور کشف صحیح اور تجربہ سے اپنے حق میں نافع سمجھ کر کسی خلاف اولیٰ کو عمل میں لاتے ہیں یا بغیر اعتقاد وجوب کے کسی امر مباح یا امر مستحسن کا التزام اور بعض

مباحات کے ترک پر اصرار کرتے ہیں۔

حضرت مصنف فرماتے ہیں:

''یہ امور بھی انہیں مخصوص احوال کے ساتھ مقید ہیں۔ ان کی نسبت بھی عام نہیں ہیں کہ بغیر ان مقاصد وفوائد کے بھی ان کو عمل میں لائیں وہ خود کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب نہیں بلکہ اس وقت میرے لئے یہی مناسب ہے۔ مذہب تو وہی ہے جو ادلۂ شرع سے ثابت ہے''

فرقۂ ثامنہ:

وہ لوگ ہیں جو نماز روزہ بطور رسم ادا کرتے ہیں۔ ان کی صحت وفساد سے کام نہیں رکھتے۔ اکثر معاملات ان کے نادانستہ بے سود اور فاسد ہو جاتے ہیں۔ نہ آپ جانتے ہیں نہ کسی سے پوچھتے ہیں۔ بلکہ عالم کی صحبت اور وعظ نصیحت سے گھبراتے ہیں۔ اور جو کسی کی خاطر سن لیتے ہیں تو عمل نہیں کرتے۔ اہل عملہ اور وکلا کے گھر جانا فخر اور علماء کی خدمت میں حاضر ہونا عار ہے۔ ایک مقدمہ کچہری میں بیس وکیلوں سے دریافت کر کے دائر کرتے ہیں شریعت کی تحقیق سے انکار ہے۔ اگر علماء کی صحبت کہ درحقیقت کیمیائے سعادت ہے اختیار کرتے آخرت کی مصیبتوں سے نجات حاصل ہوتی اور تھوڑی محنت میں بہت دولت عقبیٰ ہاتھ آتی۔

اس قسم کے لوگ کئی عذر بیان کرتے ہیں حضرت مصنف نے مفصل و مدلل ان کے جواب تحریر فرماتے ہیں۔ ایک مقام پر ایک غلط فہمی کا ازالہ یوں فرماتے ہیں:

''غضب تو یہ ہے کہ عوام علماء کے مباحات کو عیب ٹھہرا لیتے ہیں کہ وہ بھی ہماری طرح تحصیل معاش کے لئے نوکری اور تجارت اور اپنے حق کے لئے لوگوں سے نزع وخصومت کرتے ہیں۔ کیا ان نادانوں نے قطع علائق علماء پر واجب سمجھا ہے۔ کہ ان سے وضع قلندرانہ چاہتے ہیں۔ اگر علما ان علائق کے ساتھ اپنے منصب میں افراط وتفریط نہ کریں تو ثواب ان کا تارکان دنیا کے ثواب سے بمراتب زائد ہے۔ گو عوام بالعکس سمجھیں اور یہ بات بھی کہ عوام اور علماء دنیا میں اسی طرح مشغول ہیں صحیح نہیں کہ جو علم نیت رکھتا ہے ہر مباح میں ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ بخلاف جاہل کے کہ نادانی سے عبادت کو بھی اپنے حق میں وبال کر لیتا ہے''۔

اس گروہ کے حالات چھ صفحات میں مذکور ہیں۔

فرقۂ تاسعہ:

یہ فرقہ نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے۔ ہزاروں روپے پاس ہیں ایک حبہ زکوۃ کا نہیں دیتا۔ باوجود قدرت کے حج ادا نہیں کرتا۔ بدکاری، شراب، رقص وسرود، کبر وحسد، کذب وبہتان، سود ورشوت، بدخلقی واتباع ہوا، عُجب وریا، ظلم وغصب اور مکرو خیانت وغیرہ منہیات شرعیہ میں مبتلا ہے۔ ان لوگوں کو نہ خدائے تعالیٰ کا خوف نہ رسول ﷺ سے شرم نہ قیامت پر یقین۔ لذات دنیا کو بہشت اور اس کے رنج ومصیبت کو دوزخ سمجھتے ہیں۔ دین و مذہب سے اصلاً غرض نہیں رکھتے۔

اس کے باوجود اگر کوئی انہیں احمق کہے تو لڑنے کو تیار ہوتے ہیں۔ بھلا اس سے زیادہ احمق کون ہے جو شیطان اور نفس امارہ کی پیروی کرے اور بادشاہ قہار وجبار کا حکم ٹال کر اپنی جان دوزخ کے سخت عذابوں میں ڈالے۔

حضرت مصنف سے اس کے بعد وعیدوں پر مشتمل متعدد آیات اور بہت سی احادیث نقل فرمائی ہیں اور ان لوگوں کی کئی نادانیوں کا جواب بھی دیا ہے۔ اس کا بیان دس صفحات میں ہے۔

فرقۂ عاشرہ:

حضرت مصنف نے دسواں فرقہ نفس امارہ کو قرار دیا ہے اور اس کو جامع عیوب عالم بتایا ہے اور اسی اعتبار سے آپ نے اکیلے نفس کو جماعت کے حکم میں رکھا ہے اور ایک فرقہ قرار دیا ہے۔

اس کا ذکر پانچ صفحات
یہ کتاب
تھا۔ اس کے بعد کتا
ہیں جو آج کے ناحوا
ضروری ہیں۔
بعض لوگ
ہیں، ہمیں خدائے رح
شفاعت پر بھروسہ
اس کا ماحصل یہ ہے:
تو رحمت خدا پر
قدرت پر اعتبار
قدرت خدا وند
دانشمندی ہے ا
گناہ سے بچنا
ہے اور فرماتے
وہ قہر وغضب نہیں
جو لوگ
پہنچ جاتا ہے راہ سے
شریعت وطریقت کی
کی اور درخت اور پھل
''ان نادانوں
سابقین کو بھی ح
شریعت ہاتھ نہیں
نہیں رہتی۔ دیو
ہوتی ہے اور نہ
تک درخت قا
ثمر کہاں؟''

اس کا ذکر پانچ صفحات میں ہے۔

یہ کتاب ہدایۃ البریہ میں ذکر کردہ دس فرقوں کا بیان تھا۔ اس کے بعد کتاب ہٰذا سے چند اقتباسات اور نقل کئے جاتے ہیں جو آج کے ماحول اور معاشرے کے لئے بہت ہی مفید اور ضروری ہیں۔

بعض لوگ ارتکاب معاصی میں مبتلا رہتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں خدائے رحیم کی رحمت اور رسول شفیع المذنبین ﷺ کی شفاعت پر بھروسہ ہے۔ ایسے لوگوں کو جو آپ نے تنبیہ فرمائی ہے اس کا ماحصل یہ ہے:

> تو رحمت خدا پر اعتماد کر کے گناہ تو کرتا ہے لیکن اس کی قدرت پر اعتبار کر کے زہر کیوں نہیں کھاتا۔ جس طرح قدرت خداوندی پر اعتماد کے باوجود زہر سے احتراز دانشمندی ہے اسی طرح رحمت الٰہی پر بھروسہ کے باوجود گناہ سے بچنا بھی ہوشمندی اور نہ بچنا حماقت و دیوانگی ہے اور فرماتے ہیں: کیا رحم و کرم اس پر واجب ہے اور کیا وہ قہر و غضب نہیں کرسکتا۔ (ص۳۹-۴۰)

جو لوگ کہتے ہیں شریعت واسطۂ وصول ہے جو منزل کو پہنچ جاتا ہے راہ سے کام نہیں رکھتا۔ ان کے رد میں فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت کی مثال راستہ اور منزل کو نہیں بلکہ بنیاد اور دیوار کی اور درخت اور پھل کی ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''ان نادانوں سے پوچھو تمہی اس مقام کو پہنچے یا اولیاء سابقین کو بھی حاصل ہے۔ جس طرح طریقت بے اتباع شریعت ہاتھ نہیں آتی۔ اسی طرح بغیر اس کے قائم بھی نہیں رہتی۔ دیوار جسقدر بلند ہو نیو کی طرف احتیاج زیادہ ہوتی ہے اور نیو کے خراب ہوتے ہی گر جاتی ہے جب تک درخت قائم ہے ثمر متوقع ہے۔ جب درخت نہ رہا ثمر کہاں؟''

بعض بے عمل شیطان کے فریب میں آکر کہتے ہیں کہ کاتب تقدیر نے ہمارے حق میں جو لکھدیا ہے سرمو اس سے تجاوز نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم بہشتیوں سے ہیں تو دوزخ میں نہ جائیں گے۔ اور اگر دوزخیوں سے ہیں تو کسی عمل سے راہ نجات نہ پائیں گے۔ پھر کس لئے جان مشقت میں ڈالیں اور عبادت کی زحمت اٹھائیں۔ ان کے لئے حضرت مصنف نے جو موثر اور دل نشین جواب ارشاد فرمایا ہے اس کا ماحصل یہ ہے:

جس طرح جنتی اور دوزخی ہونا مقدر ہے اسی طرح موت کا وقت بھی تو مقدر ہے۔ اس میں کوئی تقدیم و تاخیر اور کمی بیشی نہیں ہوسکتی پھر تو بیماری میں کڑوی اور بدمزا دوا کیوں پیتا ہے۔ اس موقع پر بھی یہی بات کہہ کہ اگر شفا مقدر ہے اور موت نہیں آئی ہے تو مروں گا نہیں اور اگر موت مقدر ہے تو کسی علاج سے بچونگا نہیں۔ پھر کس لئے کڑوی بدمزا دوا پینے کی زحمت اٹھاؤں لیکن یہاں یہ نہیں کہتا۔ بلکہ تقدیر پر یقین رکھتے ہوئے بھی دوا پیتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ پروردگار عالم نے دوا میں اثر رکھا ہے تو ہم کہیں گے کہ عبادت میں بھی تو پروردگار عالم نے اثرات و فوائد رکھے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں صراحۃ ہے۔ اور دوائے مخصوص کا اثر تو قول اطبا سے معلوم ہوا ہے اور عبادت کے فوائد خود اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسولوں (علیہم صلوٰۃ والسلام) نے بیان فرمائے ہیں۔

اسی سلسلہ مکرم میں فرماتے ہیں:

> ''اگرچہ کوئی عمل بے اس کی عنایت کے کام نہیں کرتا۔ مگر عنایت اس پر ہوتی ہے جو اچھے کام کرے۔ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ بے شک خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔ عنایت، بے اطاعت، خلاف عادت ہے۔ کہیں سنا ہے کہ مولیٰ سرکش، شریر اور غافل و کاہل غلام سے راضی ہو؟''

بے عمل لوگوں کو نصیحت فرماتے ہیں: ''توبہ آج سے کل آسان نہ ہوگی۔ آب دیدہ سے وضو کر کے جناب الٰہی میں رجوع کرو۔ کیا عجب دریائے رحمت جوش میں آئے۔ اور گناہوں کے میل سے پاک کردے۔ ورنہ جڑ گناہ کی جس قدر زیادہ ہوگی زیادہ سخت ہوگی۔ جب کل سخت تر دیکھو گے تو کل پر ٹالو گے۔ یہاں تک کہ موت سر پر آجائیگی۔ پھر حسرت وندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا''

دسویں فرقے یعنی نفس امارہ کے بیان میں خواہشات نفس سے بچنے کی ہدایت کیسے بصیرت آمیز اور فکر انگیز انداز میں فرماتے ہیں:

''اے عزیز خواہش نفس، اصل سب بلاؤں کی اور جڑ سب گناہوں کی ہے۔ قابیل کو اسی نے حسد کی رسی سے جکڑا اور فرعون کو حب ریاست کے جال میں پھانسا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خضر پر دواعتراض کئے صحبت برہم نہ ہوئی۔ تیسرے میں خواہش کی بوپائی گئی ''لَوْشِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَیْہِ اَجْرًا'' (اگر تم چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے) جدائی کی ٹھہری۔ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ (یہ جدائی ہے مجھ میں اور تم میں) زلیخا کو خواہش نے محتاج اور یوسف علیہ السلام کو ترک ہوا نے صاحب تاج کردیا۔

ابتدا ہر بدی کی اسی مفسد سے ہے۔ شیطان بے مدد اس کے دخل نہیں پاتا۔ شیطان کو بھی اسی نے وادئ کبر ونخوت میں ہلاک کیا۔ شیطان اگر چہ رگ وپے میں دخل کرسکتا ہے مگر دزد بیرونی ہے اور نفس گھر کا بھیدی اور دشمن اندرونی ہے اور شیطان کی عداوت ظاہر اور نفس کی پوشیدہ ہے اور چھپا دشمن ظاہر دشمن سے بدتر ہے کہ آدمی اس سے ہوشیار رہتا ہے اور یہ دھوکے میں ہلاک کرتا ہے۔ ہر وقت گھات میں رہتا ہے جب فرصت پاتا بصیرت پر پردہ ڈال کر راہ حق سے بہکا دیتا ہے بلکہ یہ محبوب ہے اور انسان دشمن بات نہیں سنتا اور محبوب کی بات بلا تامل قبول کرلیتا ہے۔ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمُّ (یعنی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے) حضرت منصور حلاج فرماتے ہیں:

عَلَیْکَ بِنَفْسِکَ فَاِنْ لَمْ تُشْغِلْھَا شَغَلَتْکَ

(اپنے نفس کی نگرانی رکھ اور اسے نیک اعمال میں مشغول رکھ اگر اسے مشغول نہ رکھے گا تو وہ تجھے اعمال بد میں مشغول کردے گا)

آدمی کو چاہیے کہ ہر وقت اس مکار، دغاباز سے ہوشیار رہے اور زجر وتوبیخ، نصیحت وملامت، تہدید وعتاب اور قہر وعذاب جس طرح ہو سکے قابو میں لائے اور اس کے خلاف پر کمر مضبوط باندھے اور لگام تقویٰ کی اس کے منہ میں دے یہاں تک سرکشی اور شرارت سے باز آوے اور حق کا مطیع ومنقاد ہوجائے''۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ ''ہدایت البریہ'' کی کتابت طرز قدیم کے مطابق ہے۔ نہ اس میں پیرابندی ہے اور نہ رموز اوقاف راقم نے اس کو طرز جدید کے مطابق نقل کیا ہے۔ جس میں پیرابندی اور رموز اوقاف کی رعایت ہے اور جگہ جگہ عنوانات بھی قائم کئے ہیں لیکن اس پر توضیحی حواشی کی بھی ضرورت ہے تاکہ اس کے فائدہ کا دائرہ عام اور وسیع ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حضرت امام المتکلمین کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد و آلہ وصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

☆☆☆

فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

مؤلف : محمد بہاء الدین شاہ ⋆

دوسری قسط

(۲) مفتی مالکیہ شیخ محمد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ حسین بن ابراہیم مالکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۴۰ھ کے بعد یا ۱۲۵۵ھ میں مصر سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے تو شیخ محمد کی عمر تقریباً تین سال تھی۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے والد شیخ حسین مالکی کے علاوہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان وغیرہ حرم مکہ کے اکابر علماء کرام سے دیگر علوم اخذ کیئے۔(۲۴) شیخ حسین مالکی نے وفات پائی تو مفتی مالکیہ کا منصب آپ کے فرزند شیخ محمد کو سونپا گیا۔ شیخ محمد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ عالم دین، ادیب نیز اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ محرم ۱۳۰۹ھ کو مکہ مکرمہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی اور شیخ محمد نے اسی باعث وفات پائی(۲۵) حرم مکی میں خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور المعلیٰ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی نسل باقی نہیں، آپ کے شاگردوں میں آپ کے بھائی شیخ علی مالکی اہم ہیں۔(۲۶)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی بار حرمین شریفین حاضر ہوئے تو شیخ محمد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ حرم مکی میں مالکیہ کے امام، خطیب اور مفتی جیسے تین اہم مناسب پر خدمات انجام دے رہے تھے دونوں کے درمیاں متعدد ملاقاتیں ہوئی ہوں گی لیکن مطبوعہ کتب میں ان ملاقاتوں کی تفصیلات موجود نہیں۔

(۳) شیخ عبداللہ بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ حسین بن ابراہیم مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دوم شیخ عبداللہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ بھی مکہ مکرمہ کے اہم علماء میں سے تھے۔ علماء حجاز سے متعلق راقم کی پیش نظر کتب میں آپ کے حالات و خدمات کی تفصیلات کہیں درج نہیں لیکن علم و فضل سے آپ کے گہرے تعلق کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ حرم مکی لائبریری میں آپ کی نقل کردہ دو کتب آج بھی موجود ہیں۔ مذکورہ لائبریری میں شیخ حسین مالکی کی تصنیف ''رسالۃ فی مصطلح الحدیث'' شیخ عبداللہ مالکی کی کتابت شدہ زیر نمبر ''۲۶/حدیث'' اور شیخ ابی بکر بن محمد ملا حنفی (م ۱۲۷۰ھ) کی تصنیف ''مسلک الثقات فی نصوص الصفات'' کا ایک نسخہ زیر نمبر ''۳۷/توحید' موجود ہے جسے شیخ عبداللہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۶۹ھ میں نقل کیا۔(۲۷)

(۴) مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا اصل نام عابد ہے(۲۸) لیکن محمد عابد کے نام سے معروف ہوئے(۲۹) بعض تحریروں میں آپ کا نام محمد بن عابد بن حسین مالکی درج ہے جو کہ درست نہیں(۳۰)۔ آپ بروز اتوار بوقت عصر ۷/رجب ۱۲۷۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مفتی مالکیہ علامہ شیخ حسین مالکی نے آپ کی ظاہری و روحانی تربیت کرنے میں تمام تر جہد سے کام لیا تا آنکہ آپ نے اس

فرزند کی کامل تربیت فرما کر وفات پائی (۳۱)۔ شیخ محمد عابد مالکی کے دیگر اساتذہ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ (سن تاسیس ۱۲۹۰ھ) کے بانی مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (۳۲)، علامہ سید احمد دحلان شافعی (۳۳)، اور علامہ سید احمد زوادی (۳۴) اہم ہیں۔

خلافت عثمانیہ کے دور میں حرمین شریفین میں رائج نظام کی رو سے فتویٰ جاری کرنے والے علماء کے لئے ضروری تھا کہ وہ اہلیت کا امتحان دیں، جو حکومت کے مقرر کردہ اکابر علماء مکہ پر مشتمل بورڈ کی نگرانی میں لیا جاتا اور اس میں کامیابی حاصل کرنے والے علماء کو سند جاری کی جاتی جس پر بورڈ کے صدر کے علاوہ گورنر مکہ کے دستخط ثبت ہوتے۔ اور اس کے بعد ہی علماء مختلف موضوعات پر فتاویٰ جاری کرنے کے مجاز ہوتے۔ حسام الحرمین میں درج شیخ محمد عابد مالکی کے فتویٰ کے آخر میں دی گئی آپ کی مہر کے عکس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۰۰ھ میں فتویٰ جاری کرنا شروع کیا (۳۵) جبکہ آپ کی عمر پچیس برس تھی۔ ۱۳۰۹ھ میں آپ کے بڑے بھائی شیخ محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ شیخ محمد عابد "مفتیٔ مالکیہ" کے منصب پر تعینات کئے گئے (۳۶)۔

آپ نے اس اہم منصب کی ذمہ داریاں انجام دیتے ہوئے ہمیشہ کلمۂ حق بلند کیا اور کسی مصلحت، خوف اور اثر و رسوخ کو خاطر میں نہیں لائے (۳۷)۔ حرم مکی کے مدرس شیخ ذکریا بیلا (۱۳۲۹ھ/۱۴۱۳ھ) جنہوں نے آپ کو دیکھا ہوا تھا، اپنی کتاب "الجواهر الحسان فی تراجم الفضلاء والأعیان" میں لکھتے ہیں کہ شیخ عابد بن حسین مالکی پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا، آپ حکمت و دانائی میں ممتاز اور حق بات کہنے میں جری تھے، ان اوصاف میں آپ مشہور علماء پر فضیلت رکھتے تھے (۳۸)۔

شریف عون رفیق پاشا بن محمد بن عبدالمعین جو ۱۲۹۹ھ سے اپنی وفات ۱۳۲۳ھ تک خلیفہ عثمانی کی طرف سے مکہ مکرمہ کا گورنر رہا (۳۹) ایک عجیب الاطوار اور منتقم مزاج حکمران تھا۔ اس نے اپنی عجیب و غریب عادات اور احکامات سے اہل مکہ کا سانس لینا دوبھر کر دیا جس پر تنگ آ کر اعیان مکہ نے اس کے بارے میں شکایات پر مشتمل ایک درخواست تیار کی اور اس پر شہر کے دیگر زعماء کے علاوہ پانچ جلیل القدر علماء کرام جو اہم سرکاری مناصب، شیخ السادۃ، مفتی احناف، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ اور مفتی حنابلہ پر تعینات تھے، کے تصدیقی دستخط ثبت کرائے اور یہ درخواست خلیفہ عثمانی سلطان عبدالحمید کی طرف استنبول روانہ کر دی گئی۔ جس پر خلیفہ نے اہل مکہ کی شکایات کی تفصیلات جاننے کے لئے گورنر حجاز احمد راتب پاشا کی نگرانی میں ایک تحقیقی کمیٹی تشکیل دے دی۔ ادھر گورنر مکہ کو جب اس درخواست کا علم ہوا تو اس نے اپنے سیاسی اثر و رسوخ سے کام لیتے ہوئے درخواست گزاروں اور اس کی تصدیق کرنے والے علماء کرام کے خلاف انتقامی کارروائی کرتے ہوئے ان میں سے متعدد کو جیل میں بند کر دیا اور ان پانچوں علماء کو ان کے مناصب سے معزول کر کے مکہ بدر کر دیا۔ مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ مکہ بدر کیے جانے والے ان پانچ علماء میں سے ایک تھے (۴۰)۔ گورنر مکہ شریف عون کے دور کے حالات اور اس واقعہ کی تفصیلات شیخ احمد سباعی مکی (۱۳۲۳ھ/۱۴۰۴ھ) کی کتاب "تاریخ مکہ" اور محمد علی مغربی (۱۳۳۳ھ/۱۴۱۷ھ) کی "اعلام الحجاز" میں درج ہیں (۴۱)۔ ان علماء کرام کی معزولی اور مکہ مکرمہ سے اخراج کا واقعہ ۱۳۱۰ھ میں پیش آیا (۴۲) الغرض ان علماء کرام نے نئی منزلوں کی تلاش میں اپنی اپنی راہ لی اور شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ یمن پہنچے جہاں کے علماء کرام نے آپ کے استقبال اور احترام میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ آپ کچھ عرصہ یمن مقیم رہے، پھر

خلیجی ریاستوں میں تشریف لے گئے اور ایک کے بعد دوسری ریاست سے ہوتے ہوئے بالآخر دبئی پہنچے اور وہاں طویل عرصہ قیام فرمایا حتیٰ کہ آپ کو وطن، اولاد اور اہل خاندان کی یاد ستانے لگی جس پر آپ حجاج کے ایک قافلہ میں شامل ہو کر دبئی سے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں آپ کے احباب نے خوشی کا اظہار کیا اور سجدہ شکر بجالائے۔ شیخ محمد عابد خفیہ طور پر گھر سے مسجد الحرام میں حاضر ہوتے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ گورنر مکہ شریف عون سے محفوظ رہے تا آنکہ گورنر نے وفات پائی اور شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں پھر سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور عمر کا باقی حصہ طلباء کی خدمت اور تصنیف و تالیف میں گزارا (۴۳) ''نشر النور'' سے معلوم ہوتا ہے کہ نئے گورنر مکہ، شریف علی بن شریف عبداللہ نے شیخ محمد عابد مالکی کو پھر سے ''مفتی مالکیہ'' کے منصب پر بحال کر دیا (۴۴)۔

حوالے وحواشی

(۲۴) علامہ سید احمد بن زینی دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ) کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ ''شیخ العلماء'' اور ''مفتی شافعیہ'' کے مناصب پر تعینات رہے متعدد تصنیفات ہیں، حجاز مقدس اور پورے عالم اسلام کے لاتعداد اکابرین نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کے شاگردوں میں حجاز مقدس میں مملکت ھاشمیہ کے بانی شریف حسین بن علی، پاک و ہند کے علماء میں سے مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی (م ۱۲۸۵ھ) اور ان کے فرزند مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ)، مولانا نقی علی خان بریلوی اور ان کے فرزند مولانا احمد رضا خاں بریلوی، نیز مولانا احمد الدین چکوالی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ علماء شامل ہیں۔ علامہ سید دحلان کے حالات و خدمات پر آپ کے شاگرد علامہ سید ابوبکر شطا شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ - ۱۳۱۰ھ) نے ''نفحۃ الرحمٰن فی بعض مناقب السید احمد بن زینی دحلان'' کے نام سے مستقل کتاب لکھی جو عرصہ دراز قبل شائع ہوئی تھی اور اس کا قلمی نسخہ بخط مصنف آج بھی حرم مکی لائبریری میں زیر نمبر ۴۵/تاریخ موجود ہے (فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۴۸۱)۔ علاوہ ازیں علامہ سید احمد دحلان کی ایک اہم تصنیف ''الفتوحات الاسلامیہ بعد مضی الفتوحات النبویہ'' کا تازہ ایڈیشن دو جلدوں میں کل ۱۰۳۲ صفحات پر مشتمل کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ دار البصائر دمشق اور دار جیاد بیروت کے اشتراک سے ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء میں شائع ہوا اس ایڈیشن کے آغاز میں مصنف کے مختصر حالات دیئے گئے ہیں۔

علامہ سید احمد دحلان شافعی کی نسل آگے نہیں چلی لیکن آپ کے بھائی کی اولاد آج کے حجاز کے بڑے تاجروں اور اہم شخصیات میں سے ہے چنانچہ آپ کے بھائی کے پڑپوتے ڈاکٹر سید عبداللہ بن صادق (پ ۱۳۳۸ھ) بن عبداللہ (۱۲۹۱ھ - ۱۳۶۰ھ) بن صادق (م ۱۲۹۷ھ) بن زینی دحلان ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۸ء تک ایوان صنعت و تجارت جدہ کے سیکرٹری جنرل رہے نیز روزنامہ ''البلاد'' جدہ (سن اجراء ۱۳۵۰ھ) کے ایڈمنسٹریشن چیئر مین ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کے چھوٹے بھائی سید عماد دحلان سول انجنیئر اور بین الاقوامی نمائش گاہ جدہ کے ڈائریکٹر ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ دحلان کے دادا علامہ سید عبداللہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی کے خلفاء میں سے ہیں۔

(۲۵) آپ کا سن وصال نشر النور میں ۱۳۰۹ھ اور سیر و تراجم میں ۱۳۱۰ھ درج ہے۔ اول الذکر کتاب کے مصنف آپ کے ہم عصر علماء مکہ میں سے ہیں اس بنیاد پر ان کا درج کردہ سن وصال درست معلوم ہوتا ہے۔

(۲۶) نشر النور ص ۴۲۱، سیر و تراجم ص ۲۶۰۔

(۲۷) فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۶۱، ۱۱۰۔

(۲۸) نشر النور ص ۱۶۳، ۱۸۱، سیر و تراجم ص ۱۵۲۔

(۲۹) اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ محمد علی مغربی (م ۱۹۹۶ء)، جلد سوم، مطبع المدنی عباسیہ قاھرہ، طبع اول ص ۳۴۷، نیز فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمہ ص ۱۲۳، حسام الحرمین علی منحر الکفر

والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۶۵۔

(۳۰) مثلاً فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۵۴۳۔

(۳۱) سیر وتراجم ص ۱۵۲۔

(۳۲) مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ) کی ہندوستان، مکہ مکرمہ اور ترکی میں گراں قدر خدمات ہیں۔ ۱۲۹۰ھ میں آپ نے کلکتہ کی ایک صاحب ثروت خاتون صولت النساء بیگم کے مالی تعاون سے مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ قائم کیا جس نے امت مسلمہ کے علمی زوال کو روکنے میں کسی بڑی اسلامی یونیورسٹی کا کردار ادا کیا۔ آپ کی خدمات کے اعتراف میں خلیفہ عثمانی نے آپ کو "پایۂ حرمین شریفین" کا خطاب دیا۔ مولانا رحمت اللہ کے حالات متعدد کتب و رسائل میں درج ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

.........تجلیات مہر انور، علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی گولڑی نقشبندی، مکتبہ مہریہ گولڑا شریف اسلام آباد، طبع اول ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، ص ۳۱۰-۳۳۵۔

.........اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، جلد دوم، مطابع دار البلاد جدہ، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ص ۲۸۶-۳۱۳

.........اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحئی قزاز، مطابع المدینۃ للصحافۃ جدہ، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ص ۱۷۹، ۱۸۷۔

.........علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیۃ، شیخ یونس ابراہیم سامرائی، طبع اول ۱۹۸۵ء، وزارت اوقاف عراق، ص ۷۵۰۔

.........ماہنامہ منار الاسلام ابو ظبی، شمارہ مارچ ۱۹۸۷ء ص ۹۰-۹۸۔

.........ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۲-۱۶۶۔

(۳۳) الدلیل المشیر ص ۲۷۱۔

(۳۴) الدلیل المشیر ص ۲۷۱، علامہ سید احمد زوادی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۲ھ-۱۳۱۶ھ) مکہ مکرمہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ آپ نے علامہ سید احمد دحلان، شیخ محمد بسیونی شافعی مکی (م ۱۳۰۲ھ) اور شیخ عبدالقادر مشاط کے علاوہ مکہ مکرمہ حاضر ہونے والے دیگر اکابر علماء کرام سے مختلف علوم پڑھے۔ آپ کے دو فرزندان علامہ سید عبداللہ زوادی مالکی (م ۱۳۴۳ھ) اور سید محمد زوادی مالکی بھی اہم علماء مکہ میں سے ہوئے۔ علامہ سید عبداللہ زوادی ہندوستان تشریف لائے تھے۔ (نشر النور ص ۹۱، سیر وتراجم ص ۵۹، ۱۴۰)

(۳۵) حسام الحرمین ص ۶۵۔

(۳۶) نشر النور ص ۱۸۱، سیر وتراجم میں ہے کہ شیخ عابد مالکی اپنے والد کی وفات پر مفتی مالکیہ بنائے گئے، یہ صحیح نہیں نشر النور میں واضح طور لکھا ہے کہ شیخ عابد مالکی نے ۱۳۰۹ھ میں یہ منصب سنبھالا اور یہی درست ہے۔ یاد رہے کہ مکہ مکرمہ میں مذاہب اربعہ کے اکابر علماء میں سے بیک وقت ایک ایک عالم "مفتی" مقرر ہوتے تھے۔

(۳۷) سیر وتراجم ص ۱۵۲۔

(۳۸) سیر وتراجم ص ۱۵۲۔

(۳۹) نشر النور، حاشیہ ص ۲۰۷۔

(۴۰) اس درخواست پر دستخط اور پھر مکہ بدر کیئے جانے والے دیگر چار علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں: شیخ السادۃ سید علوی سقاف (م ۱۳۳۵ھ) مفتی احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی (م ۱۳۱۴ھ)، مفتی شوافع سید عبداللہ زوادی (م ۱۳۴۳ھ)، مفتی حنابلہ و نائب حرم سید ابراہیم۔

(۴۱) تاریخ مکہ، احمد سباعی، ناشر نادی مکۃ الثقافی مکہ مکرمہ، طبع چہارم ۱۳۹۹ھ بحوالہ: اعلام الحجاز، ج ۳ ص ۳۴۷-۳۷۱

(۴۲) محمد علی مغربی نے احمد سباعی کے حوالے سے لکھا کہ ان علماء کے ساتھ یہ واقعہ ۱۳۱۴ھ میں پیش آیا۔ (اعلام الحجاز ج ۳ ص ۳۵۳) لیکن یہ درست نہیں جبکہ نشر النور میں ہے کہ یہ سانحہ ۱۳۱۰ھ میں پیش آیا (نشر النور ص ۱۸۱) اور یہی صحیح ہے۔

(۴۳) سیر وتراجم ص ۱۵۲-۱۵۳۔

(۴۴) نشر النور ص ۱۸۱۔

ضا خاں رحمۃ ا
انگریز بد اور
غیر مسلم جا۔
مصطفیٰ ﷺ
انگریز یا ہند
مارنے کے
نقلی دلیل ک
اسی میں ۔
امیدوں کا
کریں اور
کریں۔
☆ جن لوگوں
دے کر مسئ
دراصل ان
☆ مسلمانوں
وطن کی آز
کی بجائے
(ارشادات امام احمد رضا خاں
"کنز الایمان سوسائٹی، لاہور م

(ریسرچ پلان برائے تحقیقی مقالہ)
از: سلیم اللہ جندرانی

دو قومی نظریہ کے احیاء اور
تحریک پاکستان
میں امام احمد رضا کا کردار

(دوسری اور آخری قسط)

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

☆ انگریز بد اور ہندو انگریز سے بدتر۔

☆ غیر مسلم چاہے انگریز ہوں یا ہندو یا کوئی اور، عظمت مصطفیٰ ﷺ کے محافظوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

☆ انگریز یا ہندو پر اعتبار کرنا خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے ان سے اتحاد کرنا کسی بھی عقلی و نقلی دلیل کی رو سے جائز نہیں۔ مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ کسی مشرک کو امام بنا کر اسے اپنی امیدوں کا مرکز بنانے کے بجائے اپنی علیحدہ تنظیم قائم کریں اور اسے مستحکم کرنے کی خاطر توانائیاں صرف کریں۔

☆ جن لوگوں نے دو قومی نظریے کو انگریز کی ایجاد قرار دے کر مسٹر گاندھی کو اسلام کی سربراہی کیلئے مفید سمجھا دراصل ان کی ایک آنکھ کھلی اور دوسری بند تھی۔

☆ مسلمانوں کیلئے کانگریس میں شامل ہونا حرام ہے۔ وطن کی آزادی کیلئے مسلمان ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی علیحدہ تنظیم قائم کریں۔

(ارشادات امام احمد رضا خاں: تحریک پاکستان نمبر ۱۹۹۵ء ماہنامہ "کنز الایمان" مطبوعہ "کنز الایمان سوسائٹی، لاہور ص:۱۱)

مسلمہ حقیقت:

غیر منقسم ہندوستان / برعظیم پاک و ہند میں متحدہ قومیت کا نظریہ، یعنی گاندھی کا "فلسفۂ ہندو مسلم اتحاد" نتیجۃً تمام مسلمانوں کیلئے شدید مایوسی اور ملی و سیاسی قیادت کے فقدان کا سبب بنا جس کے باعث تمام بڑے بڑے مسلم زعماء و رہنما میدان سیاست سے الگ ہو گئے تھے اور مسلمانوں کے پاس کوئی اپنا لائحہ عمل نہیں رہا تھا۔

مفروضہ:

متحدہ قومیت اور ایک قومی نظریہ کے اس پر فتن اور شدید مایوس کن دور میں جس ہستی نے سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کی ہندوؤں اور انگریزوں سے الگ تھلگ تنظیم سازی پر زور دیا اور ایک قومی نظریہ کی بجائے دو قومی نظریہ اور انفرادی اسلامی تشخص کا احیاء کیا (اور جو پاکستان کی اساس بنا) وہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ یہی امام احمد رضا خاں کی کوششیں الگ مملکت کی بنیاد ثابت ہوئیں اور ان کے تلامذہ، خلفاء، احباء، رفقاء نے تحریک پاکستان کی تائید و تکمیل میں بھرپور کردار ادا کیا۔

تحقیق کے مقاصد:

❁ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے "دو قومی نظریہ" اس کی

بنیادوں کا تصور مزید راسخ ہوگا۔ نونہالان وطن کو دنیا کی تمام اقوام اور تہذیبوں سے اپنی تہذیب و قومیت منفرد، ممتاز، اعلیٰ وارفع جاننے کی تحریک ملے گی۔

- موجودہ دور میں جبکہ ہر طرف سے لادینی اقدار اور غیر ملکی تہذیب و ثقافت کی آمیزش کی کوششیں ہو رہی ہیں وہاں مسلمانوں کیلئے اسلامی تشخص کی بیداری ہی ان کی تحفظ و بقا کی علامت ہے یہ تحقیق یقیناً اپنے اسلاف کی اسلامی تشخص کی بیداری کیلئے کی گئی کوششوں سے نوجوان نسل کو آگاہ کرے گی۔
- اس تحقیق سے نوجوان نسل کو اپنے اسلاف کے درخشندہ کارناموں سے آگہی اور ان کے نقش قدم کو چراغ راہ بنان کی ترغیب ملے گی۔
- مزید تحقیق و تدقیق اور تاریخ و مطالعہ پاکستان سے دلچسپی میں اضافہ ہوگا۔
- امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا دو قومی نظریہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق تھا اس تحقیق سے قرآن و حدیث کو ہر مشکل و آزمائش میں رہبر و رہنما سمجھنے کے جذبات کو جلا ملے گی۔
- دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان کے حامی علماء، مفکرین دانشوران اور کارکنان کی کاوشوں کے ذکر سے احساس محرومی سے نجات اور ملک و قوم کیلئے مزید کام کا جذبہ پیدا ہوگا۔

ایک قومی نظریہ کا پرچار اور نئے عالمگیر مذہب کی تیاری

تحقیق کے خصوصی مقاصد:

تاریخی مغالطے کا ازالہ:

ڈاکٹر سید عبداللہ (۱۹۷۷ء) لکھتے ہیں کہ:

''کچھ عرصے سے ہمارے یہاں ایک علمی و فکری جماعت بڑے عزم اور بڑی تنظیم کے ساتھ سر اٹھا رہی ہے اس جماعت کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاکستان اور اسلام کے بنیادی تعلق کو کمزور کیا جائے ---- ان کے پھیلائے ہوئے مغالطے کی ابتداء اس خیال سے ہوتی ہے کہ تحریک پاکستان میں اسلام کے تحفظ و احیاء کا نعرہ محض وقتی تھا ---- جونہی یہ غرض پوری ہوئی اس کا ذکر بے عمل ہو گیا''

موصوف اس کے جواب میں نتیجۃً فرماتے ہیں:

''پاکستانی قوم کے تشخص میں اسلامی عقیدہ اور اس عقیدے کا وطن دونوں شامل ہیں ان کو الگ نہیں ہونا چاہیے جس دن ان کو الگ الگ کر کے دیکھا گیا بس وہ دن ایک نازک دن ہوگا وحدت انتشار میں بدل جائے گی اور نظریۂ پاکستان مشکوک و شبہات میں الجھ کر بے مفہوم ہو جائے گا''

(ڈاکٹر سید عبداللہ: ''پاکستان تعبیر و تغیر'' ۱۹۷۷ء، مطبوعہ مکتبہ خیابان ادب لاہور، ص: ۶۲، ۶۳، ۷۷)

ڈاکٹر وحید قریشی (۱۹۸۲ء) تخلیق پاکستان کے اسباب و علل اور ان کے بارے پائے جانے والے ابہام کو دور کرنے کی شدید اور فوری ضرورت کا ذکر اپنی ایک کتاب کے Foreword میں یوں کرتے ہیں:

"It is an endeavour to trace the elements that constitute the two nation theory . What forces led to the creation of Pakistan is a question on which opinions differ. .... In such a situation the problem of rediscovering the national identity acquires immense proportions. It is a problem that we

can ignore at our peril"
(Dr.Waheed Qurashi "Ideological Foundations of Pakistan" 1982, Aziz Publishers, lahore, P.No:(Vii)

(موجودہ تحقیقی مقالہ سے دوقومی نظریہ کی صحیح وضاحت اور پاکستان کی تخلیقی بنیادوں کو سمجھنے میں خوب مدد ملے گی)

علمائے کرام کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ:

آج کل عوام میں یہ تاثر مشہور ہے کہ علمائے کرام، پاکستان، تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے مخالف رہے تھے حالانکہ ایسا نہ تھا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ (۱۹۷۷ء) لکھتے ہیں:

"یہ کہنا غلط ہے کہ سب علماء تحریک پاکستان کے مخالف تھے۔ علماء کا ایک مؤثر گروہ تحریک کے ساتھ بھی رہا اور اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس گروہ کی وجہ سے تحریک کو بہت فائدہ پہنچا۔ دراصل معاشی و معاشرتی آزادی اور ترقی کا مطالبہ منفرد ملی تشخص پر قائم تھا دونوں باہم لازم وملزوم تھے۔ اگر ملی تشخص یعنی بربنائے مذہب وثقافت، مسلمانوں کی علیحدہ قومی حیثیت ثابت نہ ہوتی تو دوسرے مطالبہ کا کوئی جواز ہی نہ نکلتا۔ علماء کے جس مؤثر گروہ نے ساتھ دیا اس نے اس ملی تشخص کو مستحکم کیا مقصد یہ تھا کہ مسلمانان ہند مسلمان رہ کر معاشی و معاشرتی شعبوں میں آزادانہ ترقی کرنے کے قابل ہوں۔ مسلمان رہنے میں اسلام یا مذہب کی بنیاد خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں اور اس حیثیت سے معاشی و معاشرتی بنیاد بھی قائم ہو جاتی ہے دوسرے علماء اس پہلو کو نظر انداز کر گئے"

(ڈاکٹر سید عبداللہ ۱۹۷۷ء: "پاکستان تعبیر و تعمیر" ۱۹۷۷ء، مکتبہ خیابان ادب، ۳۹، چیمبرلین روڈ لاہور، ص ۲۵۶)

علماء کا وہ گروہ جس نے بقول ڈاکٹر سید عبداللہ ملی تشخص کو مستحکم کیا تھا اس گروہ کے رہبر و قائد امام احمد رضا خاں ہی تھے۔ یہ تحقیقی مقالہ امام احمد رضا اور ان کے گروہ کے تمام علماء جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا کو منظر عام پر لائے گا۔

سرفراز حسین مرزا (۱۹۸۷ء) تحریک پاکستان کے دوران شائع ہونے والے ہندو اخبارات کے بیانات کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"مسلم لیگ مولویوں اور پیروں کی مدد سے کامیاب ہوئی ہے۔ مولویوں اور پیروں نے "اسلام خطرہ میں ہے" کا نعرہ لگایا اور ووٹروں کو غضب الٰہی سے ڈرا کر مسلم لیگ کی کامیابی کیلئے میدان صاف کر دیا"

(سرفراز حسین مرزا (۱۹۸۷ء): "تحریک پاکستان نوائے وقت کے اداریوں کی روشنی میں" (۱۹۸۷ء)، مطبوعہ پاکستان اسٹڈی سینٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص: ۴۹۱)

تاریخ پاکستان و مطالعہ پاکستان کی نصابی کتب کے ادھورے ابواب کی تکمیل:

امام احمد رضا اور ان کے تلامذہ، خلفاء، رفقاء، احباء کا تحریک پاکستان میں بنیادی اور مثالی کام ہے مگر ابتدائی، مڈل، ثانوی اور اعلیٰ کلاسز کی نصابی کتب میں ان کا ذکر نہیں کیا گیا امتحانی ادارے اور پاکستان بورڈ آف اسٹڈیز تک اس مقالے کی کاپیوں کی ترسیل متعلقہ مضامین کے ادھورے نصاب کی تکمیل میں معاون ثابت ہوں گی۔ یاد رہے کہ امام احمد رضا خاں کے کردار کے حوالہ سے گذشتہ سال بی-اے (فائنل) کے مطالعہ پاکستان کے پرچہ میں کراچی یونیورسٹی سے یہ سوال شائع ہوا تھا:

"غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی کی خدمات کے متعلق آپ کیا جانتے

ہیں؟ بیان کیجئے'' ایم اے پاکستان اسٹڈیز (کراچی یونیورسٹی) کی ٹیکسٹ بک میں امام احمد رضا کے قائم کردہ مدرسہ منظر اسلام کی مختصر تاریخ کو شامل کیا گیا ہے۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شاندار خدمات کے مختلف پہلوؤں پر پاکستان اور دیگر ممالک کی جامعات میں ام۔اے، ام فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات لکھنے والے محققین کی تعداد ۵۰ر کے قریب ہے، ان میں سے تقریباً آدھے اپنی ڈگریاں لے چکے ہیں

(مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۵ء، ۱۹۹۶ء، ۱۹۹۷ء)

ان حقائق کے باوجود مختلف ٹیکسٹ بک بورڈز آف اسٹڈیز کی شائع کردہ مطالعہ و تاریخ کی کتب اس اہم باب سے محروم ہیں۔ پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں اور بورڈ آیف اسٹڈیز کو امام احمد رضا کی تاریخ ساز خدمات کو شامل نصاب کرنے کے اقدامات کرنے چاہییں۔ سچائی کو تسلیم کرنے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ابتدائی، مڈل اور ثانوی کلاسز کا نصاب ہی طلباء کے ذہنوں کی تعمیر کرتا ہے۔ ان کلاسز کے نصاب میں مجوزہ خدمات کو شامل کرانے کیلئے اس تحقیقی مقالہ سے استفادہ کیا جاسکے گا۔

تاریخ نگاری کے المیہ کا ازالہ:

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری لکھتے ہیں (۱۹۹۶ء)

''اصل حقائق کو مسخ کرنا یہ تاریخ کا المیہ ہے---- یہ تاریخ نگاری کا المیہ ہے---- یہ اسلاف سے بے وفائی اور آنے والی نسلوں سے دھوکہ ہے یہ بغاوت نہیں تو اور کیا ہے---- شاہراہ پاکستان کہ جس پر تحریک پاکستان چلی اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام ممکن ہوا کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو امام احمد رضا خاں اور ان کے خلفاء و تلامذہ اور معتقدین کے گہرے نقوش جا بجا نظر آتے ہیں۔ افسوس کہ آج تاریخ جس انداز میں پیش کی جارہی ہے اس میں تعصب کا عنصر زیادہ ہے۔ اس کا اعتراف ادارۂ تحقیق تاریخ و ثقافت پاکستان کے اسلام آباد کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر اسلم سید نے بھی ۱۹۹۴ء میں اسلام آباد میں اسپیکر قومی اسمبلی کی زیر صدارت منعقد ہونے والی علمی محفل میں برملا فرمایا''۔

پاکستان کے شہرۂ آفاق مؤرخ پروفیسر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے بھی تاریخ میں جب تعصب کا عنصر محسوس کیا تو ان سے رہا نہ گیا اور برملا فرمایا:

''اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تاریخ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے''

(ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ۱۹۹۶ء، ''معارف رضا'' ۱۹۹۶ء، مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، ص ۱۴۷)

(یہ تحقیقی مقالہ تاریخ نگاری کے اس المیے، اسلاف سے بے وفائی، آنے والی نسلوں سے دھوکہ اور بغاوت کا کچھ نہ کچھ ضرور مداوا کریگا ان شاء اللہ)

نظریاتی نقطۂ نظر سے مطالعہ پاکستان کی نصاب بندی:

معین الدین عقیل (۱۹۸۵ء) لکھتے ہیں:

''نظریاتی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو نصاب تیار کیا جائے اسے ان کمزوریوں اور خامیوں سے مبرّا ہونا چاہیے جو موجودہ نصاب میں نظر آتی ہیں---- سید احمد خان کو دوقومی نظریہ کا بانی قرار دینا اور تحریک پاکستان کا پیش رو قرار دینا ان تمام مسلمانوں کے ساتھ زیادتی ہے

جوسید احمد خاں سے
تھے---- بعض ا
نہیں تھیں----
ہوئے اس غلط فکر
میں یہ تحریک شروع
کی نشاندہی بھی
نقصاندہ ثابت ہو
حد تک زور دینا،
ہاتھوں میں دے د
قیام پاکستا
اور متحدہ قومیت کے نظر
پر اسلامی قومیت کے نظر
(معین الدین عقیل: ''تعلیم اسلا
نصاب بندی ص ۳،۶،۷،۹ مطبو
(زیر نظر مقالہ معین الدی
اور امور کی اصلاح کیلئے

تحقیق کا طریقہ
تحقیقی مقالہ مندرجہ ذیل
باب نمبر 1:- دوقومی
کرنے کی ضرورت، ا
اجمالی جائزہ۔
باب نمبر 2:- غیر منقسم
نظریے کے زوال، ایک
اور مسلمانوں کی سیاسی خا
باب نمبر 3:- بیسویں

جو سید احمد خاں سے پہلے دوقومی نظریہ کا واضح شعور رکھتے تھے----بعض ایسی تحریکیں جو مسلمانوں کیلئے سود مند نہیں تھیں---- جیسے تحریک ہجرت، تو ان کا ذکر کرتے ہوئے اس غلط فکر کی نشاندہی ضروری ہے جس کے نتیجہ میں یہ تحریک شروع ہوئی اسی طرح ان بعض غلط اقدامات کی نشاندہی بھی کی جانی چاہیے جو مسلمانوں کیلئے، نقصاندہ ثابت ہوئے، جیسے ہندو مسلم اتحاد پر غیر ضروری حد تک زور دینا، تحریک خلافت کی قیادت گاندھی کے ہاتھوں میں دے دینا----وغیرہ وغیرہ

قیام پاکستان کے ضمن میں تصور قومیت بالخصوص وطنی اور متحدہ قومیت کے نظریات کی تردید بھی کی جانی چاہیے۔اس موقع پر اسلامی قومیت کے نظریہ کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے"

(معین الدین عقیل: "تعلیم اسلامی تناظر میں" باب: نظریاتی نقطۂ نظر سے مطالعہ پاکستان کی نصاب بندی، ص ۳، ۶، ۷، ۹، مطبوعہ انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد)

(زیر نظر مقالہ معین الدین عقیل کے بیان کئے گئے نظریات خامیوں اور امور کی اصلاح کیلئے مددگار ثابت ہوگا)

تحقیق کا طریقۂ کار:

تحقیقی مقالہ مندرجہ ذیل ابواب پر مشتمل ہوگا

باب نمبر 1:-دوقومی نظریہ کا تعارف، وضاحت اور اس کو اجاگر کرنے کی ضرورت، امام احمد رضا کا مختصر تعارف اور خدمات کا اجمالی جائزہ۔

باب نمبر 2:-غیر منقسم ہندوستان/برعظیم پاک و ہند میں دوقومی نظریے کے زوال، ایک قومی نظریے اور متحدہ کے دور کی خصوصیات اور مسلمانوں کی سیاسی حالت کا مجموعی جائزہ۔

باب نمبر 3:-بیسویں صدی کے پہلے ربع کے تقریباً اخیر میں شروع اور واقع ہونے والی ان ہندو مسلم اتحاد پر مبنی تحریکات کے رد میں اور دوقومی نظریے کے احیاء کیلئے امام احمد رضا کی کی گئی تمام کوششوں کا مفصل جائزہ اور ثابت کرنا کہ "متحدہ دور قومیت میں دو قومی نظریہ کے اولیں علمبردار امام احمد رضا خاں ہی تھے"۔

باب نمبر 4:-امام احمد رضا خاں کی کوششوں کے تحریک پاکستان پر گہرے اور دیرپا اثرات۔

باب نمبر 5:-اہل علم و دانش کے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی و ملی خدمات کے بارے تاثرات:

(۱) مؤرخین کی رائے
(۲) قانون ساز اداروں کی رائے
(۳) قومی و صوبائی عدالتوں کی رائے
(۴) تعلیمی ماہرین کی رائے
(۵) نصاب ساز اداروں کی رائے
(۶) قانونی ماہرین کی رائے

باب نمبر 6:-معاشرتی علوم، مطالعہ پاکستان، تاریخ پاکستان، تاریخ پاک و ہند کی درسی نصابی کتب میں تحقیقی مقالہ کی جزئیات، مختلف ابواب کو حسب ضرورت، حسب گنجائش شامل کروانے کیلئے اور طلباء، طالبات، اساتذہ کرام، مورخین تک یہ دستاویزی معلومات اور تاریخی حقائق پہنچانے کیلئے اقدامات، سفارشات، تجاویز۔

کتابیات:

دس سے زیادہ تاریخی اور مستند حوالہ جاتی کتب کے حوالہ جات اس ریسرچ پلان کی تیاری میں اصل متن کتاب، مصنف اور پبلشرز کے ناموں اور تواریخ و متعلقہ صفحات کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

یا رب العالمین — آمین

تنظیم اہلسنت انٹرنیشنل کے زیر اہتمام

یا ارحم الراحمین — آمین

تاجدار اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی دینی قومی وملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کیلئے

عالمی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس

زیر سرپرستی
مفکر ملت حضرت علامہ پیر عبدالقادر صاحب ایم اے ایل ایل بی
پرنسپل جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ
سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ قادریہ جنڈی شریف (کہوٹہ)
صدر تنظیم اہلسنت انٹرنیشنل

بتاریخ
مئی 2003ء بمقام راولپنڈی

اس کانفرنس میں مختلف ممالک سے عمائدین شرکت فرمائیں گے

اپیل

کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں تعاون فرمانے والے حضرات سے اپیل ہے کہ اپنے عطیات درج ذیل اکاؤنٹ میں جمع کروائیں!۔۔۔۔

پیر عبدالقادر اکاؤنٹ نمبر: PLS 3313-8 مسلم کمرشل بینک لالہ رخ واہ کینٹ

منجانب: مرکزی دفتر جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ

فون: 0595 - 511844
0300-9506753
0300-9506760
0300-9506895

(سولھویں قسط)

سفر نامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاہت رسول قادری

دکتور شیخ ضیاء الدین کردی مدظلہ جامعہ ازہر شریف کے کلیۃ اصول الدین میں عقیدہ اور فلسفہ کے استاذ اور صاحب تصنیف شخصیت ہیں۔ علمی اور روحانی اعتبار سے انکا شمار قاھرہ کے باثر شخصیات میں ہوتا ہے ان کا حلقۂ ارادت بھی بہت وسیع ہے۔ آپ کے برادر اصغر قاھرہ کی عدالت عالیہ کے سینئر جج ہیں، بعض پاکستانی طلبا بھی جو جامعہ ازھر میں زیر تعلیم ہیں، آپ سے شرف بیعت و ارادت رکھتے ہیں۔ ان میں مولانا عبدالواحد صاحب نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اور اکثر و بیشتر آپ کی خدمت گذاری میں رہتے ہیں۔ مولانا عبدالواحد صاحب حضرت علامہ کردی صاحب کی ایما پر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کی شخصیت پر جامعہ ازھر سے ڈاکٹریٹ کی تیاری کررہے ہیں۔

حضرت علامہ کردی صاحب بڑی خلیق اور شفیق طبیعت کے مالک ہیں مولانا عبدالواحد صاحب نے ان سے ہمارا تعارف کرایا انہوں نے ہماری بڑی تکریم کی اور اپنے قریب میں جگہ عطا فرمائی۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی تصنیف ''اقامۃ القیامۃ'' (عربی) اور مولانا کوثر نیازی کی ''امام احمد رضا خاں شخصیۃ موسوعۃ'' (عربی) پیش کی۔ علامہ کردی صاحب پہلے ہی سے اعلیٰ حضرت کی شخصیت سے متعارف تھے۔ انہوں نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''امام احمد رضا خاں مظلوم شخصیت ہیں، ریاض (سعودی عرب) کے ادارے الموسوعۃ المیسرۃ کے امام احمد رضا کے خلاف پروپیگنڈے کا اثر دقیق طریقہ سے زائل کرنیکی ضرورت ہے''۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے ان کو بتایا کہ انہوں نے الموسوعۃ المیسرۃ کو خط لکھا تھا کہ آپ کے ادارے نے امام صاحب کے متعلق جو باتیں تحریر کی ہیں وہ آپ نے ان کے مخالفین کی صرف ایک کتاب ''البریلویہ'' پر بھروسہ کر کے لکھی ہیں اور اصل مآخذ سے رجوع نہیں کیا اور یہ کہ اصل مآخذ موجود ہیں اور ان میں وہ باتیں نہیں ہیں جو البریلوی کے مصنف نے من گھڑت لکھی ہیں۔ ادارۂ الموسوعہ کے مدیر نے جوابی خط لکھ کر وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصل مآخذ سے رجوع کیا جائے گا اور بے بنیاد باتوں کو کتاب سے خارج کردیا جائے گا لیکن یاددہانی کے خط کے باوجود انہوں نے اپنے وعدے کے مطابق غلط باتوں کو حذف نہیں کیا اور دوسرا ایڈیشن بھی من وعن ایسے ہی شائع کردیا۔ علامہ شرف قادری صاحب نے یہ بھی بتایا کہ اردو زبان میں البریلوی کا رد دو حصوں میں انہوں نے لکھا ہے، ایک حصہ کا عربی ترجمہ ''من عقائد اہلسنۃ'' کے نام سے ہو چکا ہے اور دوسرے حصہ کی جس کا تعلق امام احمد رضا کی ذات سے ہے ابھی تعریب نہیں ہو پائی ہے، حضرت ضیاء الدین کردی صاحب نے مولانا عبدالواحد صاحب اور علامہ صاحب کے صاحبزادے مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ لوگ یہ کام کیوں نہیں کرتے اس پر مولانا سدیدی صاحب نے یہ وعدہ کیا کہ

وہ اس کی تعریب خود کریں گے۔ یہیں پر پاکستانی طلباء نے ہماری
ملاقات دو آذربائی جانی طلباء مولانا تیمور اور مولانا عبدالرحمٰن حفظہما
اللہ تعالیٰ سے کرائی، یہ دونوں حضرات علامہ شیخ محمد ابراہیم زکی
ابراہیم کے مرید ہیں۔

۱۴ر ستمبر کی صبح تقریباً دس بجے، دکتور شیخ حازم صاحب،
مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب (جو علامہ
اقبال کے افکار و خیالات پر جامعہ ازہر سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں)
اور مولانا قاری فیاض الحسن صاحب ہمارے ہوٹل میں جمع ہوئے
تا کہ شیخ الازہر علامہ محمد سید طنطاوی مدظلہ العالی سے ملاقات کے
ایجنڈے کو آخری شکل دی جائے چونکہ آج ۱۲ر بجے دن ان سے
ملاقات کا وقت مقرر ہوا تھا۔ شیخ حازم صاحب اپنے ساتھ پروفیشنل
ویڈیو کیمرہ مین بھی لائے۔ ہم نے ایجنڈے کو آخری شکل دی اور
۸/۱۰ کتب (عربی) شیخ ازہر صاحب کو پیش کرنے کو رکھ لیں۔ محترم
حازم صاحب نے متنبہ کیا شیخ ازہر کا مقام حکومت جمہوریہ مصر میں
نائب صدر کے برابر ہے اور ہمیں اپنے ایجنڈے پر گفتگو کرتے
وقت مختصر اور جامع الفاظ میں بات کرنی ہوگی اس لئے کہ ملاقات کا
وقت ۱۵ر منٹ سے زیادہ نہیں مل سکے گا اور تمام کاغذات اور
درخواستیں پہلے سے تیار فائل میں موجود ہنی چاہیے جن پر موافقت
کے دستخط کروانے ہیں۔ شیخ حازم صاحب نے خود ہی کاغذات کی
تمام فائل تیار کی۔ جب ہم لوگ ہوٹل سے مشیخۃ الازہر (شیخ الازہر
کے سکریٹریٹ) جانے کے لئے نکلنے لگے تو کیمرہ مین بھی ساتھ
باہر نکلا اور اس نے ہمارے ہوٹل سے اخراج سے لیکر جامعہ ازہر
کے پرانے کیمپس تک ہماری فلم بنائی۔ اس کے بعد ہم دو ٹیکسیوں
میں بیٹھ کر شیخ ازہر کے سکریٹریٹ پہنچے وہاں پہنچ کر کیمرہ مین پھر
ہمارے ساتھ ہو گیا اور شیخ ازہر سے ملاقات سے لیکر ہوٹل واپسی پر
جامعہ ازہر کی تاریخی مسجد تک ہماری فلم بندی کی گئی کیونکہ واپسی پر
ہمیں ٹیکسی نہ مل سکی تو ہم پیدل اپنے ہوٹل تک واپس آ گئے۔ شیخ
الازہر صاحب کا یہ سکریٹریٹ ابھی ۲ر دن قبل اس عالیشان جدید
عمارت میں منتقل ہوا تھا۔ اور ۱۳ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو صدر حسنی مبارک
صاحب نے اس کا افتتاح کیا تھا۔

ہمارا وفد جب شیخ الازہر کے سکریٹریٹ کے صدر
دروازے پر پہنچے تو وہاں مشیخۃ الازہر کے "مدیر العام للعلاقات
العامۃ والاعلام" (پروٹوکول سکریٹری) فضیلۃ الشیخ عمر البسطویسی
حفظ اللہ تعالیٰ پہلے ہی سے سیڑھیوں پر ہمارے منتظر تھے۔ انہوں
نے ہمارا پرتپاک استقبال کیا اور لفٹ سے ہمیں دوسری منزل پر
لے گئے جہاں شیخ ازہر صاحب کا دفتر ہے۔ حضرت علامہ محمد سید
طنطاوی صاحب کو ہماری آمد کی اطلاع کر دی گئی۔ وہ اس وقت کسی
اور وفد کے ساتھ ملاقات فرما رہے تھے۔ ہمیں استقبالیہ میں بٹھا دیا
گیا۔ جلد ہی شیخ الازہر صاحب نے فراغت کے بعد ہمیں باریابی
بخشی۔ جناب عمر بسطویسی صاحب نے راہ داری کی۔ ان کے
ساتھ ہمارے کیمرہ مین کے علاوہ ہم ۳ر آدمی اندر گئے۔ راقم، علامہ
عبدالحکیم شرف قادری صاحب اور جناب دکتور حازم صاحب۔
دفتر میں شیخ الازہر صاحب کے علاوہ ان کے ایک پی۔ اے بھی
پہلے سے وہاں موجود تھے۔ شیخ الازہر سے ملاقات کرانے سے قبل
مدیر العام صاحب نے ہماری ملاقات کا مقصد دریافت کیا اور ہمیں
ہدایت کی کہ علامہ شیخ اکبر محمد سید طنطاوی صاحب کے ساتھ آج
ملاقات کرنے والوں کا بہت اژدھام ہے۔ کئی بیرونی اور ملکی وفود
نیز سرکاری اہل کار ملنے آ رہے ہیں لہٰذا آپ حضرات کیلئے بمشکل
۱۰/۱۵ر منٹ مل سکیں گے لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ
مختصراً گفتگو فرمائیں لیکن اندر داخل ہونے کے بعد جب شیخ حازم

صاحب نے نہایت شر
صاحب سے ہمارا تعارف
سے اٹھ کر فرداً فرداً ملے،
عمدہ شستہ اور شائستہ پیر
گھنٹے سے کچھ زیادہ ہمیں
بار بار ہمیں مرحباً بکم،
خوش آمدید کہتے رہے
کیا۔ زیادہ تر شیخ حاز
صاحب اور درمیان میر
ہم نے علا
ہمیں شہر علم قاہرہ اور
الجامعۃ الازہر الشریف
اور یہاں آسودۂ خاک
رضی اللہ عنہم اجمعین ۔
ہم برادر اسلامی ملک مە
ہے کہ زیادہ سے زیادہ
فیضیاب ہوں۔ ہم چا
اور تجوید کے اساتذہ
دارالعلوم امجدیہ کراچی
زبان اور تجوید کی تعلیم د
اساتذہ جامعہ ازہر اور
کیلئے آئیں۔ ہم نے ا
کی جانب سے منعقد
بطور مہمان خصوصی شرک
دی جو انہوں نے بخوشی

صاحب نے نہایت شاندار اور متاثر کن الفاظ سے شیخ الازہر صاحب سے ہمارا تعارف کرایا تو وہ بہت مسرور ہوئے اور ہم سب سے اٹھ کر فرداً فرداً ملے، نہایت ہی شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا بہت عمدہ شستہ اور شائستہ پیرائے میں ہمیں خوش آمدید کہا تقریباً آدھا گھنٹے سے کچھ زیادہ ہمیں ملاقات کا وقت عنایت کیا۔ دوران گفتگو بار بار ہمیں مرحباً بکم، حیاکم اللہ، اھلاً وسھلاً کے الفاظ سے ہمیں خوش آمدید کہتے رہے۔ ہم نے ایجنڈے کے مطابق گفتگو کا آغاز کیا۔ زیادہ تر شیخ حازم صاحب اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب اور درمیان میں کبھی بھی راقم نے بھی مختصراً اظہار مدعا کیا۔

ہم نے علامہ محمد سید طنطاوی صاحب مدظلہ سے کہا کہ ہمیں شہر علم قاہرہ اور منارۂ علوم اسلامی اور قبلۂ علماء عالم اسلام الجامعۃ الازہر الشریف کی زیارت، روحانی شخصیات سے ملاقات اور یہاں آسودۂ خاک صحابۂ کرام، اولیاء انام اور سادات عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مزارات پر حاضری کا شوق لیکر آیا ہے۔ ہم برادر اسلامی ملک مصر کے اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ زیادہ سے زیادہ پاکستانی طلباء جامعہ ازہر شریف کی تعلیم سے فیضیاب ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جامعہ ازہر کے عربی لغت ولسان اور تجوید کے اساتذہ پاکستان کی بڑی اسلامی جامعات مثلاً دارالعلوم امجدیہ کراچی اور دارالعلوم نظامیہ رضویہ لاہور میں عربی زبان اور تجوید کی تعلیم دین اور پاکستان کے اردو اور فارسی ادب کے اساتذہ جامعہ ازہر اور مصر کے دیگر جامعات میں درس وتدریس کیلئے آئیں۔ ہم نے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان کی جانب سے منعقد ہونے والی سالانہ امام احمد رضا کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی دعوت بھی جناب شیخ الازہر صاحب کو دی جو انہوں نے بخوشی قبول کرلی۔ گفتگو کے اختتام پر انہیں مندرجہ ذیل کتب پیش کیں:

۱- المنظومۃ السلامیہ (للشیخ احمد رضا خاں، مترجم دکتور حسین مجیب المصری)
۲- بساتین الغفران (دیوان العربی للشیخ احمد رضا خاں)
۳- کفل الفقیہ الفاھم (للشیخ احمد رضا خاں)
۴- الکشف شافیا۔ (للشیخ احمد رضا خاں)
۵- من ھو احمد رضا (مصنفہ دکتور مفتی السید شجاعت علی القادری)
۶- الامام احمد رضا والعالم العربی (للشیخ دکتور محمد احمد حازم المحفوظ الازہری)
۷- من عقائد اہل سنۃ (للعلامہ عبدالحکیم شرف القادری)
۸- الامام احمد رضا خاں قادری حنفی وشخصیۃ موسوعہ
(للعلامہ کوثر نیازی، تعریب، شیخ ممتاز احمد سدیدی الازہری)

بعدہ علامہ محمد سید طنطاوی صاحب نے دارالعلوم امجدیہ کراچی اور دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مہتمم علامہ مفتی ظفر علی نعمانی اور علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کی طرف سے تحریر شدہ درخواستوں پر متعلقہ ادارے کو ہدایت تحریر کی کہ ان دونوں دارالعلوم کو تجوید وعربی لغت پڑھانے کیلئے مدرس مہیا کئے جائیں۔ اس کے بعد دارالعلوم امجدیہ کراچی سے فارغ شدہ دو علماء کی جانب سے جامعہ ازہر کے أئمہ کورس میں داخلے کیلئے دو درخواستوں پر بھی موافقت کے دستخط فرما کر اپنے سکریٹری سے متعلقہ ادارے کو بھیجنے کو کہا۔

ان امور سے فراغت کے بعد ہم نے شیخ ازہر صاحب سے عرض کی کہ ہم ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے جامعہ ازہر کے ۳؍اساتذۂ کرام کے اعزاز میں الشیخ الامام اکبر احمد رضا خان قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت اور ان کے علمی کارناموں پر ان کی تحقیقی اور تصنیفی خدمات کے اعتراف میں وسام الذھبی (گولڈ میڈل) پیش کرنے کی ایک تقریب آپ کی سرپرستی

میں منعقد کرنا چاہتے ہیں آپ ہمیں وقت اور اجازت عطا فرمادیں۔ انہوں نے خوش ہوکر فرمایا کہ یہ تو بہت مسرت کی بات ہے۔ راقم نے شیخ حازم صاحب کی تحریر کردہ ایک درخواست پر دستخط کر کے ان کی تحریری اجازت کیلئے پیش کردی۔ انہوں نے درخواست پر اسی وقت بنام الدکتور شیخ محمود شیخون صاحب، عمید الکلیۃ الدراسات العربیہ والعلوم الاسلامیہ تحریراً ھدایت فرمائی کہ یہ تقریب اپنی کلیۃ کے ہال میں منعقد فرمائیں اور زبانی ہم لوگوں سے فرمایا کہ اگر گولڈ مڈل ایوارڈ کی تقریب کی متعینہ تاریخ اور وقت پر میرا پہلے سے طے شدہ کوئی پروگرام نہ ہوا اور ان دنوں میں قاھرہ میں رہا تو ضرور شرکت کروں گا۔

مکتبۂ جامعہ ازہر سے عطیۂ کتب کی درخواست پر جناب شیخ ازھر نے راقم اور علامہ شرف قادری صاحب کو علیحدہ علیحدہ اپنی مختلف تصانیف اور ۱۴ رجلدوں پر مشتمل ان کی تفسیر قرآن کے نسخے عطا فرمائے اور مدیر العام کو ھدایت فرمائی کہ کتب خانے سے تقریباً ۲۹ رکتابیں ہم دونوں حضرات کو علیحدہ علیحدہ الگ دی جائیں۔ یہ کتب مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب نے دو دن بعد جاکر مکتبہ کے دفتر سے وصول کیں۔ مدیر العام شیخ عمر البسطویسی صاحب نے فرمایا کہ شیخ الازھر صاحب اپنی تفسیر کا سیٹ عام طور سے کسی کو نہیں دیتے لیکن صدر حسنی مبارک کے بعد جنہیں کل ہی تفسیر کا ایک سیٹ پیش کیا گیا ہے آپ دونوں پہلے خوش نصیب ہیں جنہیں انہوں نے اس اعزاز سے نوازا ہے اور یہ ان کی طرف سے کسی وفد کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے، گویا اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ آپ سے ملکر بہت خوش ہوئے۔ ملاقات کے اختتام پر علامہ محمد سید طنطاوی صاحب نے کھڑے ہوکر ہم سب سے فرداً فرداً معانقہ اور مصافحہ کیا اور دروازے تک چھوڑنے کیلئے آنا چاہا لیکن ہم نے ان سے درخواست کی کہ آپ زحمت نہ فرمائیں۔ اس پر انہوں نے مدیر العام صاحب سے فرمایا کہ آپ انہیں نیچے تک چھوڑ آئیں کیمرہ مین بھی ہم لوگوں کے ساتھ باہر آ گیا۔

کچھ دیر سکریٹری صاحب کے دفتر میں بیٹھے کیونکہ ہمیں وہ تمام ضروری کاغذات سکریٹری صاحب سے ان کی سکریٹریٹ کی مہر اور متعلقہ محکموں کو ضروری تحریری ہدایت کے ساتھ لینے اور پھر ان تک پہنچانے بھی تھے انہی میں عمید الکلیۃ الدراسات العربیہ کے نام وہ ضروری خط بھی تھا جس کی بنیاد پر ہمیں گولڈ مڈل ایوارڈ کی تقریب منعقد کرنی تھی۔ اس خط کو عمید الکلیۃ علامہ شیخ محمود شیخون صاحب تک پہنچانے اور مزید کاروائی کروانے کی ذمہ داری دکتور شیخ حازم صاحب نے لی۔ سکریٹری صاحب کے دفتر میں ایک اخبار کے رپورٹر بھی ہم سے ملاقات کے لئے پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے شیخ الازھر صاحب سے ہماری ملاقات اور قاھرہ آنے کے مقاصد سے متعلق انٹرویو لیا۔ بعدہ انہوں نے مدیر العام محترم عمر البسطویسی صاحب کا انٹرویو چاہا تو انہوں نے فرمایا کہ مشیخۃ الازھر (شیخ الازھر کے سکریٹریٹ) کی جانب سے پریس ریلیز جاری ہوگی آپ بعد میں ہم سے لے جائیں۔ مدیر العام صاحب نے ہم سے وہ تمام درخواستیں جن پر ہم نے شیخ الازھر صاحب سے موافقت کروائی تھیں یہ کہہ کر لے لیں کہ اس کی بنیاد پر متعلقہ محکموں کو ھدایات جاری کی جائیں گی۔ انہوں نے ہمیں ان سب درخواستوں کی فوٹو کاپیوں کے ساتھ شیخ ازھر صاحب کی جانب سے عطیۂ ملنے والی ۲۹ رکتابوں کی فہرست مع حکم نامہ بنام مکتبۃ الازھر اور عمید الکلیۃ الدراسات العربیہ کے نام گولڈ مڈل ایوارڈ کے احتفال (فنکشن) کے انعقاد کے انتظام کے سلسلے میں ایک خط بھی دیا کہ ان تک پہنچا دیا جائے اور ان سے گولڈ مڈل ایوارڈ کی تقریب انعقاد کیلئے مقام، تاریخ اور وقت کے تعین کے متعلق گفتگو کر جائے۔

﴿باقی آئندہ﴾

ہیں آپ ہمیں وقت اور اجازت عطا فرمادیں۔
فرمایا کہ یہ تو بہت مسرت کی بات ہے۔ راقم
کی تحریر کردہ ایک درخواست پر دستخط کر کے ان
لئے پیش کردی۔ انہوں نے درخواست پر اسی
مود شیخون صاحب، عمید الکلیۃ الدراسات
بہ تحریراً ھدایت فرمائی کہ یہ تقریب اپنی کلیۃ
یں اور زبانی ہم لوگوں سے فرمایا کہ اگر گولڈ
ا متعینہ تاریخ اور وقت پر میرا پہلے سے طے
اور ان دنوں میں قاھرہ میں رہا تو ضرور

ازھر سے عطیۂ کتب کی درخواست پر
اور علامہ شرف قادری صاحب کو علیحدہ
اور ۱۴ ر جلدوں پر مشتمل ان کی تفسیر قرآن
دیر العام کو ھدایت فرمائی کہ کتب خانے
دونوں حضرات کو علیحدہ علیحدہ الگ دی
ناز احمد سدیدی صاحب نے دو دن بعد
ول کیں۔ مدیر العام شیخ عمر البسطویسی
زھر صاحب اپنی تفسیر کا سیٹ عام طور
مدر حسنی مبارک کے بعد جنہیں کل ہی
ا ہے آپ دونوں پہلے خوش نصیب ہیں
سے نوازا ہے اور یہ ان کی طرف سے
زاز ہے، گویا اس کے معنی یہ ہوئے کہ
ئے۔ ملاقات کے اختتام پر علامہ محمد
ے ہو کر ہم سب سے فرداً فرداً معانقہ
، چھوڑنے کیلئے آنا چاہا لیکن ہم نے
حمت نہ فرمائیں۔ اس پر انہوں نے

مدیر العام صاحب سے
کیمرہ مین بھی ہم لوگو
کچھ دیر سک
وہ تمام ضروری کاغذا
مہر اور متعلقہ محکموں کو
ان تک پہنچانے بھی
کے نام وہ ضروری خط
تقریب منعقد کرنی تھی
صاحب تک پہنچانے ا
شیخ حازم صاحب نے
اخبار کے رپورٹر بھی ہم
انہوں نے شیخ الازھر
کے مقاصد سے متعلق
البسطویسی صاحب کا ا
(شیخ الازھر کے سکریٹر
ہوگی آپ بعد میں ہم
سے وہ تمام درخواستیں
موافقت کروائی تھیں یہ
کو ھدایات جاری کی
درخواستوں کی فوٹو کا پیو
عطیۂ ملنے والی ۲۹ ر کتابو
اور عمید الکلیۃ الدراسا
احتفال (فنکشن) کے ا
دیا کہ ان تک پہنچادیا جا
انعقاد کیلئے مقام، تاریخ
جائے۔

آجکل ہمارے ہاں مختلف صوبوں اور علاقوں کی گورنر / وائسرائے / ہوتے
اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی گورنر عربی میں امیر اور والی بھی کہتے ہیں ہوا
میں معمولی تبدیلیاں ضرور ہوگئی ہیں مگر حقیقت اپنی جگہ قائم ہے صورت و
ں اُج بھی مختلف حکومتوں میں نظر آجاتے ہیں

یں والی اور امیر آزاد ہوا کرتے تھے کہ قرآن و سنت کی رہنمائی میں اپنی
بہ کا انتظام کریں۔ اگر کہیں کوئی دشواری یا مشکل پیش آتی تھی تو آنحضرت
ات حاصل کرلی جاتی تھی۔

مقدمات کے فیصلے کرنا۔ مسجدوں میں امامت کرنا۔ عیدیں، جمعہ اور دیگر
ا۔ عوام کو دینی امور کی تعلیم دینا۔ اور صوبوں کا انتظام و انصرام کرنا بعض
دو مددگار بھی شامل کردیئے جاتے تھے جو مقدمات کے فیصلے کرنے، زکوۃ اور
وصول کرنے اور دینی تعلیم دینے میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جیسا کہ معلوم ہے۔ فوج تنخواہ
تی تھی بلکہ رضا کار ہوا کرتی تھی۔ فوجوں کے امیر اور کمانڈر بھی تنخواہ دار نہیں
ج کی تعداد جنھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعزاز کے لیے منتخب
لیکن آپ کے مشہور اور خاص خاص کمانڈر یہ حضرات تھے۔ حضرت عبیدہ ابن
ن عبدالمطلب۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابو عبیدہ بن
العوام، حضرت محمد بن مسلمہ انصاری، حضرت خالد ابن الولید، حضرت عمرو بن
تعالیٰ عنھم اجمعین)

کمہ قضا کو ایسا ہی سمجھئے جیسا کہ ہمارے ہاں آجکل کورٹ ہوتے ہیں یہ محکمہ
علیہ وسلم نے قائم فرمائے تھے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کے

میں منعقد کرنا چاہتے ہیں آپ ہمیں وقت اور اجازت عطا فرمادیں۔

انہوں نے خوش ہوکر فرمایا کہ یہ تو بہت مسرت کی بات ہے۔ راقم نے شیخ حازم صاحب کی تحریر کردہ ایک درخواست پر دستخط کر کے ان کی تحریری اجازت کیلئے پیش کردی۔ انہوں نے درخواست پر اسی وقت بنام الدکتور شیخ محمود شیخون صاحب، عمید الکلیۃ الدراسات العربیہ والعلوم الاسلامیہ تحریراً ھدایت فرمائی کہ یہ تقریب اپنی کلیۃ کے ہال میں منعقد فرمائیں اور زبانی ہم لوگوں سے فرمایا کہ اگر گولڈ میڈل ایوارڈ کی تقریب کی متعینہ تاریخ اور وقت پر میرا پہلے سے طے شدہ کوئی پروگرام نہ ہوا اور ان دنوں میں قاھرہ میں رہا تو ضرور شرکت کروں گا۔

مکتبۂ جامعہ ازھر سے عطیۂ کتب کی درخواست پر

جناب شیخ ازھر نے راقم اور علامہ شرف قادری صاحب کو علیحدہ علیحدہ اپنی مختلف تصانیف اور ۱۴ رجلدوں پر مشتمل ان کی تفسیر قرآن کے نسخے عطا فرمائے اور مدیر العام کو ھدایت فرمائی کہ کتب خانے سے تقریباً ۲۹ رکتابیں ہم دونوں حضرات کو علیحدہ علیحدہ الگ دی جائیں۔ یہ کتب مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب نے دو دن بعد جاکر مکتبہ کے دفتر سے وصول کیں۔ مدیر العام شیخ عمر البسطویسی صاحب نے فرمایا کہ شیخ الازھر صاحب اپنی تفسیر کا سیٹ عام طور سے کسی کو نہیں دیتے لیکن صدر حسنی مبارک کے بعد جنہیں کل ہی تفسیر کا ایک سیٹ پیش کیا گیا ہے آپ دونوں پہلے خوش نصیب ہیں جنہیں انہوں نے اس اعزاز سے نوازا ہے اور یہ ان کی طرف سے کسی وفد کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے، گویا اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ آپ سے ملکر بہت خوش ہوئے۔ ملاقات کے اختتام پر علامہ محمد سید طنطاوی صاحب نے کھڑے ہوکر ہم سب سے فرداً فرداً معانقہ اور مصافحہ کیا اور دروازے تک چھوڑنے کیلئے آنا چاہا لیکن ہم نے ان سے درخواست کی کہ آپ زحمت نہ فرمائیں۔ اس پر انہوں نے مدیر العام صاحب سے فرمایا کہ آپ انہیں نیچے تک چھوڑ آئیں۔ کیمرہ مین بھی ہم لوگوں کے ساتھ باہر آ گیا۔

کچھ دیر سکریٹری صاحب کے دفتر میں بیٹھے کیونکہ ہمیں وہ تمام ضروری کاغذات سکریٹری صاحب سے ان کی سکریٹریٹ مہر اور متعلقہ محکموں کو ضروری تحریری ہدایت کے ساتھ لینے اور ان تک پہنچانے بھی تھے انہی میں عمید الکلیۃ الدراسات العربیہ کے نام وہ ضروری خط بھی تھا جس کی بنیاد پر ہمیں گولڈ میڈل ایوارڈ کی تقریب منعقد کرنی تھی۔ اس خط کو عمید الکلیۃ علامہ شیخ محمود شیخون صاحب تک پہنچانے اور مزید کاروائی کروانے کی ذمہ داری دکتور شیخ حازم صاحب نے لی۔ سکریٹری صاحب کے دفتر میں ایک اخبار کے رپورٹر بھی ہم سے ملاقات کے لئے پہلے سے موجود تھے انہوں نے شیخ الازھر صاحب سے ہماری ملاقات اور قاھرہ آنے کے مقاصد سے متعلق انٹرویو لیا۔ بعدہ انہوں نے مدیر العام محترم عمر البسطویسی صاحب کا انٹرویو چاہا تو انہوں نے فرمایا کہ مشیخۃ الازھر (شیخ الازھر کے سکریٹریٹ) کی جانب سے پریس ریلیز جاری ہوگی آپ بعد میں ہم سے لے جائیں۔ مدیر العام صاحب نے ہم سے وہ تمام درخواستیں جن پر ہم نے شیخ الازھر صاحب سے موافقت کروائی تھیں یہ کہہ کر لے لیں کہ اس کی بنیاد پر متعلقہ محکموں کو ھدایات جاری کی جائیں گی۔ انہوں نے ہمیں ان سب درخواستوں کی فوٹو کاپیوں کے ساتھ شیخ ازھر صاحب کی جانب سے عطیۂ ملنے والی ۲۹ رکتابوں کی فہرست مع حکم نامہ بنام مکتبۃ الازھر اور عمید الکلیۃ الدراسات العربیہ کے نام گولڈ میڈل ایوارڈ کے احتفال (فنکشن) کے انعقاد کے انتظام کے سلسلے میں ایک خط بھی دیا کہ ان تک پہنچا دیا جائے اور ان سے گولڈ میڈل ایوارڈ کی تقریب انعقاد کیلئے مقام، تاریخ اور وقت کے تعین کے متعلق گفتگو کر لی جائے۔

﴿باقی آئندہ﴾

۵) گورنر ۔ جیسا کہ آجکل ہمارے ہاں مختلف صوبوں اور علاقوں کی گورنر / وائسرائے / ہوتے ہیں ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی گورنر عربی میں امیر اور والی بھی کہتے ہیں ہوا کرتے تھے ۔ صورت و شکل میں معمولی تبدیلیاں ضرور ہوگئی ہیں مگر حقیقت اپنی جگہ قائم ہے صورت و شکل کے یہ اختلافات تو ہمیں آج بھی مختلف حکومتوں میں نظر آجاتے ہیں

عہد بنوی اور عہد خلافت میں والی اور امیر آزاد ہوا کرتے تھے کہ قرآن و سنت کی رہنمائی میں اپنی صوابدید کے مطابق اپنے صوبہ کا انتظام کریں ۔ اگر کہیں کوئی دشواری یا مشکل پیش آتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل کرلی جاتی تھی ۔

ان کے فرائض میں مقدمات کے فیصلے کرنا ۔ مسجدوں میں امامت کرنا ۔ عیدیں ، جمعہ اور دیگر ضروری موقعوں پر خطبے دینا ۔ عوام کو دینی امور کی تعلیم دینا ۔ اور صوبوں کا انتظام و انصرام کرنا بعض اوقات امراء کے ساتھ ایک دو مددگار بھی شامل کردیئے جاتے تھے جو مقدمات کے فیصلے کرنے ، زکوۃ اور دوسرے واجبات اور ٹیکس وصول کرنے اور دینی تعلیم دینے میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے ۔

۶) فوجوں کی کمان ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جیسا کہ معلوم ہے ۔ فوج تنخواہ دار (Regular) نہیں ہوتی تھی بلکہ رضا کار ہوا کرتی تھی ۔ فوجوں کے امیر اور کمانڈر بھی تنخواہ دار نہیں ہوتے تھے ۔ ان امراء فوج کی تعداد جنھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعزاز کے لیے منتخب فرمایا ۔ یوں تو بہت ہیں لیکن آپ کے مشہور اور خاص خاص کمانڈر یہ حضرات تھے ۔ حضرت عبیدہ ابن الحارث ۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ۔ حضرت ابو بکر ، حضرت عمر ، حضرت علی ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ، حضرت زبیر ابن العوام ، حضرت محمد بن مسلمہ انصاری ، حضرت خالد ابن الولید ، حضرت عمرو بن العاص وغیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین)

۷) محکمہ قضا ۔ محکمہ قضا کو ایسا ہی سمجھئے جیسا کہ ہمارے ہاں آجکل کورٹ ہوتے ہیں یہ محکمہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائے تھے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کے

تنازعات اور مقدمات میں فیصلے فرمایا کرتے تھے اپنے علاوہ آپ نے بہت سے صحابہ کرام کو بھی اس مقصد کے لیے مامور فرما رکھا تھا کہ وہ لوگوں کے تنازعات اور مقدمات کو فیصل کر دیا کریں ۔ آپ مرافعہ کرنے والے فریقین کو انصاف حق بات کہنے اور چرب زبانی اور فصاحت سے دوسرے فریق پر غالب آنے کوشش نہ کرنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے اوراس کے بعد فریقین کے بیانات اور گواہوں کی شہادتیں لینے کے بعد حق و انصاف سے فیصلہ فرمایا دیا کرتے تھے ۔ (١٠) یہی حال آپ کے مقرر فرمودہ قاضیوں کا تھا اپنے باشندوں کے لیے عدل و انصاف کا ماحول مملکت کی اپنی ذمہ داری سمجھی جاتی تھی ۔ جس کے لیے نہ کوئی کورٹ فیس مقرر تھی اور نہ دوسرے گرانبار اخراجات کی ضرورت تھی ۔

٨) شعبہ تحریر و کتابت ۔ ایک منظم حکومت میں ہر کام محض زبانی احکام و ہدایات پر ہی نہیں چلتا بلکہ زیادہ تر امور کو ضبط تحریر میں لے آنا بھی ضروری ہوتا ہے ۔ لہذا تحریر و کتابت کا شعبہ بھی ایک منظم حکومت کی بنیادی ضروریات میں سے ہے ۔ سب سے پہلی بنیادی ضرورت تو بنیادی قانون اور اس کے احکام کو منضبط صورت میں تحریر کرنا ہوتا ہے ۔ اس کے بعد فرامین ، ہدایات ، غیر ممالک سے مراسلات کے لیے بھی محرر کاتب اور منشی درکار ہوتے ہیں ۔ چنانچہ آپ نے ان تمام ضروریات کے لیے بہترین کاتبوں کا انتخاب فرما رکھا تھا ۔ ان کاتبوں یا میر منشیوں کی فہرست کافی طویل ہے جن میں سے بعض حضرات سے وحی کی کتابت کرائی جاتی تھی کیونکہ ممالک اسلامی کا بنیادی قانون وحی ہی کے ذریعہ سے نازل ہوتا تھا ۔ قرآن کریم حسب ضرورت نازل ہوتا رہتا تھا اور اس کو باقاعدگی کے ساتھ ایک دفتر میں لکھوا دیا جاتا تھا اس دفتر کا نام " الام " تھا جو ایک صندوق میں محفوظ کر کے مسجد نبوی میں رکھا رہتا تھا تاکہ عام مسلمان قرآن کریم کو آسانی کے ساتھ نقل کر سکیں بعد میں جب یہودیوں اور منافقوں کی ریشہ دوانیوں اور شرارتوں سے اندیشہ ہوا تو اس صندق کو مسجد نبوی سے اٹھوا کر حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں دیدیا گیا کیونکہ ازواج مطہرات میں حضرت حفصہ ہی پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھنا بھی جانتی تھیں ۔ " الام " حضور کی وفات کے بعد بھی حضرت حفصہ ہی کی تحویل میں رہا ۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں قرآن کریم کی متعدد نقلیں تیار کرا کے تمام علاقوں میں بھیجیں تو قرآن کریم کے اس مستند نسخہ کو منگوالیا گیا تھا جو بعد میں ان کو واپس کر دیا گیا ۔

ان کے علاوہ کچھ دوسرے محرر کاتب بھی تھے جو معاہدات فرامین خطوط اور حکام و قوانین کی کی تحریر اور کاتب بھی تھے ۔ چند ممتاز محرروں اور کاتبوں کی فہرست ہم یہاں درج کر رہے ہیں ۔

(١) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (٢) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (٣) عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ (٤) علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (٥) طلحہ ابن عبیداللہ رضی اللہ عنہ (٦) زبیر ابن العوام رضی اللہ

عنہ (۷) سعید ابن العاص مخزومی رضی اللہ عنہ (۸) ابان ابن سعید ابن العاص بن امیہ بن شمس اموی رضی اللہ عنہ (۹) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۱۰) عامر ابن فہیرہ تمیتی رضی اللہ عنہ جو حضرت صدیق اکبر کے آزاد کردہ غلام تھے۔

۹) **خفیہ مراسلات اور ترجمانی** ۔ سرکاری مراسلات میں کچھ خفیہ مراسلتیں بھی ہوتی ہیں جنھیں آجکل کی اصطلاح میں (Confedential Corros pondence) کہا جاتا ہے اس کے لیے ایک الگ محکمہ تھا جس کے ذمہ دار زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔

(۱۰) **دفتر محاسبہ** ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ اسلام میں جسقدر دفاتر وغیرہ بعد میں قائم ہوئے انکی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہی ہوچکی تھی۔ آگے چل کر ارتقائی مدارج سے گذرتے ہوئے انہوں نے مختلف محکموں کی شکل اختیار کرلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کو گورنر یا حاکم بناتے تھے ان سے اکثر بذات خود حساب لیا کرتے تھے۔ حافظ ابن القیم نے اپنی کتاب (۱۴) " بطرق الحکمیہ فی السیاستہ الشرعیہ " میں بیان فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال اور حکام سے آمد و خرچ کا پورا پورا حساب لیا کرتے تھے

۱۱) **سفارت اور نمائندگی**

آپ کے ایلچی، سفیر، نمائندے بھی بہت تھے۔ جنہیں آپ بادشاہوں اور مختلف علاقوں کے امراء کے پاس بھیجتے تھے۔ ان سفارتوں کا بڑا مقصد اسلام کی دعوت پہنچانا اور تبلیغ ہوا کرتا تھا۔ بعض اوقات کچھ دوسرے سیاسی مقاصد بھی ہوا کرتے تھے۔ یہر منتظم مملکت میں سفیروں اور نمائندوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مملکت اسلامی قائم فرمائی تھی اس میں بھی یہ محکمہ موجود تھے۔

اعتذار

معارف رضا جنوری ۲۰۰۲ء (شمارہ ۴۴) صفحہ ۲۳ پر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری کے مضمون "سیرت نبوی کا اہم پہلو۔ حکومتی ادارے اور فرائض" کی دوسری قسط کا تیسرا پیرگراف غیر تصحیح شدہ حالت میں شائع ہوگیا جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ قارئین کرام اب اس پیراگراف کو یوں پڑھیں:

"اسلام میں صدر مملکت خود سرچشمۂ قانون نہیں ہوتا بلکہ وہ قانون خداوندی کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی اپنی ذات قانون سازی اور قانون کے نفاذ دونوں کے اختیارات کی حامل تھی کیونکہ آپ مہبط وحی تھے، آپ کا ہر قول و فعل قرآنی آیت "وَمَايَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى" (النجم ۵۳:۳) کی تفسیر تھا، وہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ "مختار کل" صدر مملکت تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کے اچھی طرح رمز شناس تھے کہ قرآن نے "وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ج وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (الحشر ۵۹:۷) فرما کر انہیں ہر قسم کی قانون سازی اور اس کے نفاذ کیلئے اختیار کلی عطا کیا ہے چنانچہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ ان سے کوئی سوال فرماتے تھے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یک زبان جواب یہی ہوتا تھا: "واللہ اعلم و رسولہ" حالانکہ ان میں سے بعض اس کا جواب اور حل بھی اپنی دانست میں جانتے تھے، وہ جانتے تھے کہ سید عالم ﷺ خدا ہی کی مرضی سے ارشاد فرماتے ہیں اور اسی کی مرضی فرماتے نافذ ہیں۔ وہ اس بات سے بھی اچھی طرح واقف تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان سے مشورت تعلیم امت کے طور پر ہے کیونکہ آپ کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے علاوہ اپنا حکم نافذ کرے یا اس کی خلاف ورزی میں کوئی نیا قانون وضع کرے۔ اگر آپ ﷺ نے کسی صحابی کے مشورے کو ترجیح دی تو اس سے سید عالم ﷺ کے اختیار یا علم کی نفی نہیں ہوتی بلکہ ان صحابی کے اعزاز و اکرام اور عامۃ المؤمنین کے افادے کیلئے ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے ایسا فرماتے تھے۔ (ادارہ)

دور و نزدیک سے

مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

"ممبئی میں ۱۵۰/ سالہ جشن رضا"

بھارت کے شہر ممبئی میں مولانا احمد رضا خان کا ۱۵۰/واں یوم پیدائش فضاء میں منایا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ رضا اکیڈمی نے انڈین ایئر لائنز کے ایک خصوصی طیارے کی پرواز کے دوران مذہبی تقریبات کا اہتمام کیا۔ اس طیارہ میں ۱۵۰/مسافروں میں علماء اور دانشور موجود تھے اور ممبئی کی فضا میں ۱۳/ہزار فٹ کی بلندی پر طیارہ ۵۰/منٹ تک گشت کرتا رہا۔ امام احمد رضا کی ولادت کا ۱۵۰/سالہ جشن ۳/مرحلوں میں منایا گیا۔ ممبئی ۲۶/دسمبر کو جشن کا آغاز ہوا اور ۲۸/دسمبر کو بحری جہاز میں ممبئی کے ساحل سے دور سمندر میں نوری محفل سجائی گئی۔ ۱۵/جنوری کو ایک خصوصی ٹرین ممبئی سے بریلی اتر پردیش روانہ ہوئی جو کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش ہے وہاں پر پہلی تقریب ہوائی جہاز میں منائی گئی۔ (ہفت روزہ دین کراچی شمارہ ۲۴، جنوری ۲۰۰۲ء)

غلام مصطفی قادری (ناگور، راجستھان، انڈیا)

رضویات و نوریات پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے اب تک جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں جس پر آپ تمام ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں آپ کی بلند عزمی اور رضاوی محبت کی جتنی قدر کی جائے کم ہے اتنی قلیل مدت میں امام احمد رضا کی تصانیف اور ان پر لکھی جانے والی تصنیفات علمائے اہل سنت کو مختلف زبانوں میں بہترین اسلوب سے شائع کر کے بین الاقوامی سطح پر پہنچا کر اعلیٰ رول ادا کیا ہے۔ قلمکاران رضا میں حضور مسعود ملت کی نظیر و مثال نہیں ہے جتنا کام حضرت نے اس موضوع پر کیا ہے اتنا شاید کسی نے نہ کیا ہوگا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اللھم زد فزد۔ ڈاکٹر اقبال قادری صاحب کی تحقیقات و نگارشات کا انداز بھی نرالا ہے الحمدللہ مختلف موضوعات پر تحقیقی مضامین دوران مطالعہ پڑھنے کو میسر آئے۔ "بول کہ لب آزاد ہیں تیرے" کی تو بات ہی اور ہے ماشاءاللہ ہند و پاک کے مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین شائع ہوتے ہیں اور قارئین کو مستفیض و مستفید کرتے ہیں جو آپ کے علم و فضل اور ذات رضا سے قلبی عقیدت و محبت کے شاہد ہیں۔ محقق اہل سنت حضرت مولانا ڈاکٹر پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے امام احمد رضا کے حوالے سے بہت تحقیقی کام کیا ہے حال ہی میں پنجاب کے علماء کرام سے امام احمد رضا کے تعلقات و روابط پر بہترین مقالات سپرد قرطاس کئے ہیں موصوف کا انداز تحقیق و تفتیش کچھ الگ شان رکھتا ہے برادرم محمد زبیر قادری مدیر افکار رضا نے چند روز قبل ان کی کتاب "قرآن سائنس اور امام احمد رضا" دی تو موصوف کی خدمات کو خوب سراہ رہے تھے میں نے کہا ان حضرات کو جتنا سراہا جائے اور حوصلہ افزائی کی جائے کم ہے۔ حضرت سید وجاہت رسول قادری صاحب بھی مبارکباد کے لائق ہیں جنہوں نے اشاعت مسلک اہل سنت میں گراں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ المختصر اراکین ادارہ مسلسل اسی تگ و دو میں ہیں کہ ذات و حیات رضا سے عوام و خاص کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرایا جائے۔ سالانہ کانفرنس اور جلسے کرائے اور مجلات شائع کرنا اس کا عین نصب العین ہے جس سے لٹریچر کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ بطفیل محمد عربی ﷺ آپ کے علم و عمل اور ہمت مردانہ میں بے پایاں برکتیں نازل فرمائے اور اسی طرح اخلاص کے ساتھ مزید خدمات دین و سنیت لیتا رہے تمام ادارے اور جامعات کو عروج و ارتقاء کی منزل تک پہنچائے آمین۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

فقیر ۲۱/رمضان المبارک کو بخیریت لاہور پہنچ گیا تھا فالحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔ معارف رضا کا "جشن منظر اسلام، بریلی شریف نمبر" نظر نواز ہوا، آپ نے اس نمبر کی تیاری پر بڑی محنت کی ہے اور "منظر اسلام" کے شایان شان نمبر نکالا ہے، ٹائیٹل پر فضا سے لی گئی تصویر بڑا خوبصورت منظر پیش کر رہی ہے، مقالات تحقیقی اور معلومات افزا ہیں، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی اور آپ کی ادارت نے معارف رضا کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ مولائے کریم آپ کو اور جملہ معاونین کو مزید ہمت و استقامت اور دارین میں اجر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ الزمزمۃ القمریۃ کا عربی ترجمہ چھپ گیا ہے۔
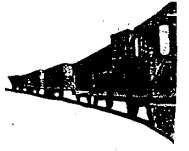
امداد
ماشاءاللہ ہمارے کسی عا
جب ہم بریلی نمبر کیلئے
والوں نے مشورہ کر کے
بریلی نمبر میں ارسال کر
رہے گا۔

مفتی
آپ سے پہلی اور پرلط
آج تک قلب لذت
برابر موصول ہو رہا
مبارک باد قبول فرمائیں
تعالیٰ آپ کی ادارت
آمین۔ متوقع ہوں کہ

علامہ حافظ مح
ہمارا محبوب و مؤقر مجلہ
کی کرم فرمائیوں پر ممن
امام احمد رضا خاں بر
نظریات کے فروغ دا
اللہ کریم آپ کو سلامت

غلام مح
اعلیٰ حضرت امام احمد
ولادت پر مالیگاؤں
پروگرام منعقد ہوئے
"جشن یوم رضا" کا
سامعین نے یکسوئی
شائع کردہ کتاب "ا
حاضرین کی توشہ حضو
از زندگی و دعا پر
رت کیوں؟"، تقر
مع "معارف رضا"

امداد حسین بشیر (منیجر، حبیب بینک، رینالہ خورد)

ماشاءاللہ ہمارے کسی عالم کے پاس ایک رسالہ "ماہنامہ معارف رضا" آتا ہے جب ہم بریلی نمبر کیلئے پڑھتے ہیں رہا نہیں جاتا یعنی چین نہیں آتا ہم بینک والوں نے مشورہ کرکے خط لکھا ہے ہم آپ کا عظیم تر احسان سمجھتے ہیں اگر آپ بریلی نمبر میں ارسال کردیں۔ اب ہمیں بریلی نمبر آنے کا بہت شدید انتظار رہے گا۔

مفتی محمد میاں دھلوی (دہلی، انڈیا)

آپ سے پہلی اور پر لطف ملاقات اگرچہ بہت مختصر تھی مگر اس کی خوشگواری سے آج تک قلب لذت گیر ہے۔ چند ماہ سے نعمت عظمیٰ "ماہنامہ معارف رضا" برابر موصول ہورہا ہے۔ ادارہ کی اس پیش رفت پر فقیر کی جانب سے قلبی مبارک باد قبول فرمائیں اور ماہنامہ کے اعزازی اجراء پر مخلصانہ شکریہ بھی۔ مولا تعالیٰ آپ کی ادارت میں اسے ہر آن وابستہ ترقی دوام و تلقی ایام فرمائے آمین۔ متوقع ہوں کہ یہ عریضہ آپ کو ہر طرح خیر و عافیت میں پائے۔

علامہ حافظ محمد فاروق سعیدی (امیر جماعت اہل سنت، ملتان)

ہمارا محبوب و مؤقر مجلّہ "معارف رضا" باقاعدہ بروقت موصول ہورہا ہے آپ کی کرم فرمائیوں پر ممنون و سپاس گزار ہوں۔ معارف رضا، مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کی حیات و تعلیمات اور افکار و نظریات کے فروغ و اشاعت کے لئے گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اللہ کریم آپ کو سلامت با کرامت رکھے۔

غلام مصطفی رضوی (نوری مشن، مالیگاؤں، انڈیا)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے ۱۵۰ ویں یوم ولادت پر مالیگاؤں میں مختلف انجمنوں و علاقائی تنظیموں کی جانب سے پروگرام منعقد ہوئے۔ خصوصیت سے سنّی جمعیۃ العلماء نے ایک پروگرام "جشن یوم رضا" کا انعقاد ۲۵ دسمبر بروز منگل کی شب میں کثیر تعداد میں سامعین نے یکسوئی کے ساتھ پروگرام کو سماعت فرمایا اس موقع پر نوری مشن کی شائع کردہ کتاب "اعلیٰ حضرت - اعلیٰ حضرت کیوں؟" کا اجراء بھی ہوا۔ حاضرین کی توشئہ حضور غوث اعظم کی نیاز سے ضیافت کی گئی۔ سلام رضا کی دل افروز نغمگی و دعا پر پروگرام اختتام کو پہنچا بعدہٗ کتاب "اعلیٰ حضرت- اعلیٰ حضرت کیوں؟" تقسیم ہوئی۔ ماہ رمضان المبارک میں چھوٹی بڑی ۱۳ کتب مع "معارف رضا" کے اکتوبر اور نومبر کے شمارے موصول ہوئے۔ راقم آپ کی اعانت و نوازش کا ممنون ہے یہاں کے ڈیلی اخبار "شامنامہ" کے عید نمبر میں احقر نے کتابچہ "عروج و زوال" کو من و عن شائع کروادیا ہے جسے یہاں کے ارباب علم نے پسند فرمایا ہے۔ ہم خود چاہتے ہیں کہ "معارف رضا" کی ممبر شپ کی جائے اس لئے موقع میسر آئے تو ضرور مکمل معلومات سے نوازیے گا۔ احباب سلام کہتے ہیں احقر کا سلام جناب پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کو عرض کریں۔ ادارہ تحقیقات کی عمدہ سرگرمی و تعلیمی حلقوں میں رضویات پر ہونے والے کاموں پر دلی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

پروفیسر محمود حسین (بریلی کالج، انڈیا)

ڈاکٹر نواب حسین خاں نظامی (شعبہ اردو، بریلی کالج انڈیا) کو نیز اردو نصاب کمیٹی روہیلکھنڈ یونیورسٹی کی صدارت میں نصاب کمیٹی کی میٹنگ یونیورسٹی میں منعقد ہوئی۔ جس میں ایم۔اے (اردو) کا نصاب از سر نو ترتیب دیا گیا ڈاکٹر نواب حسین خاں نظامی کی ذاتی کوشش سے نہ صرف یہ کہ پہلی بار ایم۔اے (اردو) کے پہلے پرچے میں حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیں شامل نصاب کی گئیں بلکہ ساتویں پرچے میں جو کسی ایک مصنف کے خصوصی مطالعہ کے لئے مخصوص ہوتا ہے منجملہ دیگر مصنفین کے حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی شامل کیا گیا۔ اس طرح طالب علم ساتویں پرچے میں حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی مصنف کی حیثیت سے شریک امتحان ہوسکتا ہے۔ اس خصوصی مطالعہ کی نظیر کسی دیگر یونیورسٹی کے نصاب میں نہیں ملتی۔ بریلی کالج کے شعبہ اردو کے سربراہ پروفیسر وسیم بریلوی کی نگرانی میں جناب نعیم عزیزی "اردو نعت اور مولانا احمد رضا کی نعت گوئی" پر ڈاکٹریٹ جناب مختار احمد مولانا "احمد رضا خاں کے نثری کارنامے" پر تحقیقی کام کررہے ہیں۔

راجہ محمد طاہر رضوی (ایڈووکیٹ، جہلم)

"معارف رضا" میں یہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ ہندوستان کی رضا اکیڈمی کا کلینڈر دستیاب ہے۔ آپ کا رابطہ اب دیگر ممالک کے سنی رضوی اداروں سے ہوگیا ہے۔ اچھی بات ہے اللہ ادارہ تحقیقات کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے وسائل پیدا فرمائے کہ ادارہ اپنے کلینڈر اور ڈائری شائع کرے۔ دعا گو ہوں۔ آپ کو ادارہ کے احباب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ دوسرے سنی اداروں کا لٹریچر منگوا کر پاکستان کے اہل ذوق کو فراہم کرتے رہیں۔

☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

تبرك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا وصلی اللّٰہ تعالی
علی من ارسله ربه داعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا وعلی اله وصحبه و
تبعه ومن به وبارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا وبعد فقد سألنی
الاعز الناصح [illegible]

الشافعی عن الامام ابی القاسم ابن خلف بن فیرة الشاطبی عن الامام ابی
علی بن محمد بن علی بن هذیل الاندلسی عن الهاشمی عن الاشنانی
عن عبید بن الصباح عن حفص عن عاصم عن ابی عبد الرحمن
عبد الله بن حبیب السلمی عن امیر المؤمنین عثمن الغنی وامیر المؤمنین
المرتضی علی و عبد الله بن مسعود و زید بن ثابت و ابی بن کعب سید القراء رضی

بین الاقوامی تشہیر کا سستا ذریعہ

ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی بین الاقوامی نوعیت کا علمی وادبی، دینی رسالہ ہے جو کہ بین الاقوامی اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، رجسٹرڈ، پاکستان کے زیر اہتمام ممتاز ماہر تعلیم، سابق ایڈیشنل سیکریٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی سرپرستی میں گذشتہ ۲۲ برس سے برابر شائع ہو رہا ہے، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری اس کے ''مدیر اعلیٰ'' پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''مدیر'' اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ''نائب مدیر'' ہیں۔ ''معارف رضا'' پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہروں، تمام قومی وصوبائی محکموں اور تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کے علاوہ سعودی عرب، مصر، لبنان، لیبیا، عراق، دبئی، سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، برطانیہ، ماریشش، ہندوستان، افغانستان، نیپال، بنگلہ دیش اور امریکہ وغیرہ بھی جاتا ہے جہاں ہر ماہ ہزاروں افراد کی نگاہوں سے گزرتا ہے۔

''معارف رضا'' ابلاغ علم اور ترویج واشاعت دین کی جو خدمات سرانجام دے رہا ہے اس نیک کام میں آپ بھی شامل ہو سکتے ہیں جس کا ایک طریقہ ''معارف رضا'' میں اپنی مصنوعات/ادارہ/کمپنی کا اشتہار دینا بھی ہے۔ اشتہارات کا نرخ نامہ منسلک ہے۔

امید ہے ابلاغ علم اور اشاعت دین کے اس کام میں تعاون کرتے ہوئے اپنے ادارہ کا اشتہار ضرور عنایت فرمائیں گے۔ ''معارف رضا'' آپ کے اشتہار کی اشاعت پاکستان اور دنیا بھر میں آپ کی مصنوعات کی سستی تشہیر کا بہترین ذریعہ بنے گی۔

نرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت، چار کلر =/5000 ☆ آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت B/W =/2500 ☆ اندرونی صفحہ سرورق، فی اشاعت B/W =/2000 ☆ اندرونی صفحات، پورا صفحہ فی اشاعت B/W =/1500 ☆ اندرونی صفحات، آدھا صفحہ، فی اشاعت B/W =/1000 (نوٹ) اشتہار کی رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر/چیک/بینک ڈرافٹ صرف بنام ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی عنایت فرمائیں، اشتہارات کی اشاعت ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ رقم اشتہار کے مضمون کے ساتھ ہی ارسال کریں۔

(نوٹ: اشتہار کا میٹر/آرٹ ورک دیتے وقت اس بات کا خاص خیال فرمائیں کہ ہم جاندار کی تصاویر شائع نہیں کرتے)